ماہنامہ

نوائے صوفیہ

انٹرنیشنل
اسلام آباد

شمارہ نمبر ۳۵ | قیمت بارہ روپے | جنوری ۱۹۹۹ء



مسجد جمعہ مدینہ منورہ

ذاکر حسین ذاکر

ترانہ صوفیہ

ہم کاروان نور ہیں اور ظلمتوں سے دور ہیں   سب ہم کو حق کی راہ میں قربانیاں منظور ہیں
بندے ہیں ہم اللہ کے ، ملت خلیل اللہ کی   اولاد ہیں آدم کی اور امت حبیب اللہ کی
ہم وارثان اصفیا ، صدق و صفا دستور ہیں
ہم کاروان نور ہیں اور ظلمتوں سے دور ہیں
سب ہم کو حق کی راہ میں قربانیاں منظور ہیں

اسلام دین و روح ہے ، قرآن کتاب و زندگی   کعبہ ہمارا قبلہ ، دل اور جائے بندگی
طرز نبی کی پیروی کرنے پہ ہم مامور ہیں
ہم کاروان نور ہیں اور ظلمتوں سے دور ہیں
سب ہم کو حق کی راہ میں قربانیاں منظور ہیں

واجب علی کی دوستی ، مولا ہمیں محبوب ہیں   جو طالبان حق ہیں ان سب کے علی مطلوب ہیں
سینے ہمارے ان کی الفت سے سدا معمور ہیں
ہم کاروان نور ہیں اور ظلمتوں سے دور ہیں
سب ہم کو حق کی راہ میں قربانیاں منظور ہیں

سونے کی ایک زنجیر کی مانند اپنا سلسلہ   تھامے جو اس زنجیر کو ہے اس کا مذہب صوفیہ
میخانہ ہمدان سے پیتے شراب نور ہیں
ہم کاروان نور ہیں اور ظلمتوں سے دور ہیں
سب ہم کو حق کی راہ میں قربانیاں منظور ہیں

بخشا پسر نے فیض ہے ، بخشا پدر نے نور ہے   محروم ہے وہ شخص جو بخشش سے ان کی دور ہے
ہم خوبی قسمت سے ان کی خاک پا مشہور ہیں
ہم کاروان نور ہیں اور ظلمتوں سے دور ہیں
سب ہم کو حق کی راہ میں قربانیاں مشہور ہیں

پروانۂ شبیر ہیں فوج امام العصر ہیں   امیدوار فتح ہیں ، امیدوار نصر ہیں
باطل کو یہ اندازہ ہے ہمت سے ہم بھرپور ہیں
ہم کاروان نور ہیں اور ظلمتوں سے دور ہیں
سب ہم کو حق کی راہ میں قربانیاں منظور ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

شمارہ نمبر ۴ | قیمت بارہ روپے | جنوری ۱۹۹۹ء

بانی: ڈاکٹر غازی محمد نعیم
مدیر: علامہ محمد بشیر
آرٹ ڈیزائننگ: جی۔ایچ۔معروفی

فہرست مضامین

خط و کتابت مضامین، منی آرڈر، ڈرافٹ وغیرہ بھیجنے کا پتہ فلیٹ نمبر 7 بلاک نمبر 14 کیٹگری فور سیکٹر 1 / 6 - 1
پرنٹر اینڈ پبلشر محمد بشیر نے پرنٹ شاپ 99-6 ویسٹ بلیو ایریا اسلام آباد سے چھپوا کر A-358 سیکٹر G-6/1.1 اسلام آباد سے شائع کیا۔ اسلام آباد پاکستان

قرآن مجید

مولوی عبدالحمید فاضل عربی - ایم اے

او کصیب من السماء فیہ ظلمت و رعد و برق یجعلون اصابعھم فی اذانھم من الصواعق حذر الموت و اللہ محیط بالکافرین

ترجمہ

یا جیسے آسمان سے برسنے والی بارش جس کے ساتھ اندھیرے اور گرج اور چمک بھی ہیں۔ بجلی کڑکتی ہے تو وہ موت کے خوف سے کانوں میں انگلیاں ڈال لیتے ہیں اور اللہ کافروں کو گھیرنے والا ہے۔

الفاظ و معانی

ک۔ حرف تشبیہ
صیب۔ موسلادھار بارش
ظلمات۔ اندھیرے
رعد۔ گرج
برق۔ چمک
صواعق۔ بجلی کے کڑاکے
حذر الموت۔ موت کا خوف
اصابع۔ انگلیاں
آذان۔ کان (جمع)

تشریح

اس آیت کریمہ میں بھی تمثیلی انداز میں منافقین کے طرز عمل کو بیان کیا گیا ہے۔ منافق کی مثال اس شخص کی سی ہے بچنے کے لئے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتا ہے۔ اندھیرا اتنا گھٹاٹوپ ہے کہ وہ ایک قدم بھی چل نہیں سکتا مگر جب بجلی

جو کہیں سفر پر جا رہا ہے اچانک تیز بارش ہوتی ہے، اندھیرا چھا جاتا ہے، بادل گرجنے لگتا ہے۔ گرج کی آواز اس قدر مہیب ہوتی ہے کہ کہ اس سے جان نکلی جاتی ہے۔ وہ مسافر اس خوف سے کوندتی ہے تو وہ اس روشنی میں چند قدم چل لیتا ہے۔

بعض مفسرین کے نزدیک اس آیت میں بارش سے مراد دین اسلام ہے جو کل عالم پر رحمت بن کر برس رہی ہے۔ رعد سے مراد راہ اسلام کے مصائب اور مشکلات ہیں اور برق اور چمک سے مراد اسلام کی کامیابیاں، فتوحات اور مال غنیمت وغیرہ ہیں۔

مولائے متقیان علی ابن ابی طالب اور حضرت ابن عباس کی روایت میں رعد سے مراد بادلوں کا فرشتہ ہے اور برق سے مراد اس کا کوڑا ہے جس سے وہ بادلوں کو ہانک کر مختلف وادیوں اور علاقوں کی طرف لے جاتا ہے اور بادل برساتا ہے۔

یجعلون اصابعھم سے مراد ہے کہ منافقین اسلام کی تعلیمات سننے کے لئے بالکل تیار نہیں ہیں۔ جب کہیں اسلام اور ایمان کی بات ہو وہ اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لیتے ہیں تاکہ اسلام کی بات ان کے کانوں تک نہ پہنچے یا وہ اپنی انگلیاں کانوں میں اس لئے ڈالتے ہیں کہ تاکہ ان کے کرتوتوں کی وعید وعذاب نہ سن پائیں اس طرح وہ بزعم خویش عذاب سے بچے رہیں گے۔

لیکن یہ ایک احمقانہ حرکت ہے اور اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے گدھا شیر کو دیکھ کر اپنی آنکھوں پر اپنے اپنے لمبے لمبے کان رکھ لیتا ہے تاکہ وہ شیر کو نہ دیکھ سکے۔ لیکن اس بے وقوفانہ حرکت سے وہ شیر کے حملے سے خود کو محفوظ و مامون نہیں بنا سکتا اسی طرح منافقین بھی اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس کر اللہ کے عذاب سے بچنے کی سعی لاحاصل کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہر طرف سے ان کا احاطہ کر رکھا ہے اور وہ اس کے دائرہ اختیار سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتے۔ اور بالآخر وہ "ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار" کی وعید کے تحت دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں داخل کئے جائیں گے۔

مجموعہ شریعت محمدیہ

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

ولا یجوز ان تنوی الا متخافتاو ان تجهر بها لاتبطل الصلواة ولکن کان قبیحاو هی شرط لوقوعها قبیل الصلواة و رکن لسر یانها فی جمیع اجزاء الصلواة کالدم فی اعضاء الانسان .... لم یحکم بقباحتها۔

ترجمہ

صرف چپکے چپکے ہی آپ کا نیت کرنا روا ٹھہرتا ہے۔ اگر آپ نیت کے ساتھ آواز بلند کریں تو اس سے نماز تو باطل نہیں ہوتی مگر ایسا کرنا برا مانا جاتا ہے۔ نماز سے کچھ پہلے وقوع پذیر ہونے کی وجہ سے نماز کے لئے نیت شرط ٹھہری ہے۔ انسانی اعضائے بدن میں خون کی مانند تمام کے تمام اجزائے بدن میں جاری و ساری ہونے کی وجہ سے نماز کے لئے نیت رکن بھی ٹھہری ہے۔ جس طرح سے انسانی بدن کا جو جو حصہ خون سے خالی ہو وہ ناقص یعنی ناکارہ ٹھہرتا ہے اسی طرح سے نماز کا جو جو حصہ نیت کے تصور سے خالی ہو وہ ناقص قرار پاتا ہے۔ پس نماز کے اندر نیت کو خون کی حیثیت حاصل ہے۔ صدق یعنی حضور قلب کی کیفیت کو نماز کے اندر حرارت عزیزیہ کا مقام حاصل ہے اور اخلاص کو نماز کے اندر زندگی کا درجہ حاصل ہے۔ پس آپ بلند آواز سے نیت نہ کریں کیونکہ خون جب تک ظاہر نہ ہو جائے اس پر ناپاک ہونے کا حکم نہیں لگایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح سے نیت کے ساتھ جب تک آواز بلند نہ کی جائے اس پر خرابی کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔

وضاحت

مندرجہ بالا عبارتوں میں امور ذیل کی واضح نشاندہی کی گئی ہے۔

۱۔ نیت کی ہیئت کذائی

۲۔ باعث خرابی چیز

۳۔ شرطیت کی وجہ

۴۔ سبب رکنیت

۵۔ جسم نماز کی خصوصی ساخت

تفصیل وضاحت

نیت کی ہیئت کذائی یوں بیان کی گئی ہے کہ نماز گزار قبلہ رخ ہو کر دل ہی دل میں نماز کی بجاآوری کا قصد کرے اور زبان پر انتہائی خفیہ طور پر جاری کرے۔ بایں طور کہ خود نماز گزار کو پتہ چل جائے اور اس کے دائیں بائیں والے کو خفیہ طور پر بھی نیت کی آواز کا پتہ نہ چلنے پائے۔ گویا نہایت چپکے چپکے نیت باندھی جائے اور نیت کے ساتھ کوئی آواز نہ سنی جا سکے۔ یہی نیت کی اصل ہیئت کذائی ہے۔

۲۔ باعث خرابی کی صورت یہ ہے کہ نماز گزار نماز کی بجاآوری کے قصد قلبی کو اپنی زبان پر یوں جاری کرے کہ خود نماز گزار کو آواز کا پتہ چل جانے کے ساتھ ساتھ دائیں بائیں والے نماز گزاروں کو بھی نیت کرنے کی آواز کا خوب پتہ چل جائے۔ گویا بلند آواز سے نیت کی جائے تو یہ باعث خرابی امر ہے۔ تاہم اس سے نماز باطل نہیں ہو گی مگر باعث خرابی ہونے پر نماز بھی عیب دار ٹھہرے گی۔

۳۔ نماز کے لئے نیت کو شرط قرار دیئے جانے کی وجہ یوں بیان کی گئی ہے کہ نیت نماز سے کچھ پہلے واقع ہوتی ہے اور نماز کے ساتھ اس کا بلا فصل اتصال پایا جاتا ہے۔ اگر نیت کر چکنے کے بعد کوئی نماز گزار احکام نماز کے سوا کوئی اجنبی فعل کا ارتکاب

کرے یا کوئی اجنبی بات کرے جو نماز کے منافی قرار پاتی ہو تو اس صورت میں دوبارہ نیت کرنا ضروری ہو جاتا ہے کیونکہ اس صورت میں نماز گزار نے نماز کے ساتھ نیت کے بلافصل اتصال کو یکسر ختم کر دیا۔

نیت کو نماز کے لئے رکن قرار دیئے جانے کی وجہ یوں بیان کی گئی ہے کہ نیت کا تصور نماز کے آغاز سے لے کر اس کے اختتام تک نماز کے ہر ہر حصے میں پایا جانا ضروری ہے۔ اگر نماز کا کوئی حصہ نیت کے تصور سے خالی ہو تو نماز ناقص ٹھہرتی ہے۔ اس کی مثال انسانی بدن میں موجود خون سے دی گئی ہے اور واضح کیا گیا ہے کہ انسانی بدن کا جو جو خون والا حصہ خون سے خالی ہو تو وہ عضو معطل قرار پاتا ہے اسی طرح سے نماز کا کوئی حصہ نیت کے تصور سے خالی رہ جائے تو نماز ناقص ٹھہرتی ہے۔ لہذا نیت رکن ٹھہری۔ اس کی مزید وضاحت یوں کی گئی ہے کہ خون جب تک بدن کے اندر ہی اندر رہا ہو اور نکل نہ آئے تو اس پر ناپاک ہونے کا حکم نہیں لگایا جا سکتا اور جب خون باہر آ جائے تو اس پر ناپاک ہونے کا حکم لگ جاتا ہے۔ اسی طرح نیت جب تک خفیہ رکھی جائے تب تک اس پر باعث خرابی ہونے کا حکم نہیں لگایا جاتا اور جب نیت کے ساتھ آواز بلند کی جائے تو اس پر باعث خرابی ہونے کا حکم لگ جاتا ہے۔

۵۔ خوب آگاہ رہے کہ ہر زندہ اور کامل جسم کے لئے تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔

۱۔ خون ۔ یہ وہ مائع مادہ ہے جو موجب طاقت جسم ہے۔

۲۔ حرارت عزیزیہ ۔ یہ وہ پوشیدہ قوت موہومہ ہے جس کی بدولت ہر ایک عضو اپنا متعلقہ کام کرتا رہتا ہے۔

۳۔ روح یعنی جان ۔ یہ وہ غیر مرئی جسم ہے جو ہر جسم کی زندگی کا موجب ہے۔

شریعت محمدیہ کی رو سے جسم نماز کی کامل شکل کے لئے بھی تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ یہی تین چیزیں جسم نماز کی خصوصی ساخت کی عکاسی کرتی ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

۱۔ نیت ۔ یہ جسم نماز کے لئے خون کا درجہ رکھتی ہے۔ اس کے فقدان سے جسم نماز ناکارہ ہو جاتا ہے۔

۲۔ صدق یعنی حضور قلب کی کیفیت ۔ اس کیفیت کے حصول کے بغیر جسم نماز بیمار شمار ہوتا ہے۔ نماز کے آغاز سے لے کر اس کے اختتام تک نماز گزار فرد صادق بن کے رہے اور اس کے دل و دماغ میں افعال نماز کے سوا کسی بھی غیر اللہ کا تصور نہ آنے پائے یہ کیفیت جسم نماز کے لئے حرارت عزیزیہ کا درجہ رکھتی ہے۔

۳۔ اخلاص ۔ یعنی نماز گزار فرد مخلص بن کے رہے اور نماز کی بجاآوری سے اس کا مقصد صرف رضائے الہی ہو اور ریاکاری کا ادنیٰ شائبہ بھی نہ ہو۔ یہ کیفیت جسم نماز کے لئے روح یعنی جان کا درجہ رکھتی ہے۔ یہ کیفیت مفقود ہو تو نماز ایک بے جان چیز قرار پاتی ہے۔

(جاری ہے)

نوائے صوفیہ

علی حسین ترو پہ شگر

صحافت کا اک عنوان جلی میرا نوائے صوفیہ ہے
حقیقت ہے کہ درس زندگی میرا نوائے صوفیہ ہے

بحمد للہ ہوا روشن زمانے کا ہر اک گوشہ
تصوف کی مکمل روشنی میرا نوائے صوفیہ ہے

نہ کیوں قلب و نظر کی روشنی بن جائے دنیا کے
خدا شاہد سراپا روشنی میرا نوائے صوفیہ ہے

مزین ہر ورق اس کا ہے گلہائے حقیقت سے
قسم رب کی سراپا تازگی میرا نوائے صوفیہ ہے

اگر اہل تصوف کے لئے تسکین جاں ہے یہ
تو سرتاج جرائد بھی یہی میرا نوائے صوفیہ ہے

ہے دنیائے تصوف پر ابوالعرفاں کا یہ احساں
کہ جن کا عشق ہی میرا نوائے صوفیہ ہے

تکلف برطرف سچ ہے یہی اہل تصوف کا
بہر صورت نہایت دیدنی میرا نوائے صوفیہ ہے

اسلام میں تصوف کی اہمیت

شیخ الحدیث علامہ پروفیسر سلطان محمود شاہین

تعارف مضمون نگار: شیخ الحدیث علامہ پروفیسر سلطان محمود شاہین ادارہ کشف القلوب پاکستان کے چیف ایڈیٹر اور نوائے وقت راولپنڈی کے لکھاری ہیں۔ پاکستان کے ایک حساس ادارے میں اعلیٰ عہدے پر فائز ہیں۔ آپ اسلام اور تصوف کے موضوع پر ملکی اور غیر ملکی اخبارات اور رسائل میں لکھتے ہیں۔ آپ پاکستان کے جید علماء میں شامل ہیں۔ ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلے میں آپ کا مرکزی کردار ہے اور اتحاد بین المسلمین کے لئے آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ مضمون ہذا سے ادارہ نوائے صوفیہ کا مکمل طور پر متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

آج کے جدید اور ترقی یافتہ دور کا یہ خاصا ہے کہ سائنس کے ایسے مفروضے جو عقل میں نہ آسکیں انسان انہیں بغیر دیکھے صرف سن کر ان کا اقرار کر لیتا ہے بلکہ سر تسلیم خم کر لیتا ہے جبکہ دین اسلام کی بعض واضح اور بآسانی سمجھ میں آنے والی باتوں کا انکار کر دیتا ہے۔ چنانچہ شعور و آگہی کے اس دور میں بعض مسلمان جن میں کئی بڑے بڑے علماء اور دانش ور بھی شامل ہیں تصوف کی صرف اس لئے نفی کرتے ہیں کہ یہ لفظ قرآن و حدیث کے کسی باب میں تحریر نہیں ہے اور اسلام کے ابتدائی زمانہ میں کہیں تصوف یا صوفی کا لفظ استعمال نہیں ہوتا تھا۔ ان کے اس انکار کی ایک بڑی وجہ شاید یہ بھی ہے کہ یہ لوگ تصوف یا صوفی کو صرف خانقاہوں، عرسوں، قوالیوں، اوراد و وظائف اور چلہ کشیوں تک مخصوص یا ان سے منسلک سمجھتے ہیں۔ حالانکہ تصوف کے لغوی اور لفظی معانی و مفہوم کے پس منظر اور پیش منظر کا جائزہ لینے سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ اسلام کے اعلیٰ اخلاق و اعمال کے ساتھ متصوف ہونا تصوف ہے۔ یہ نتیجہ اخذ کرنا بھی درست نہیں کہ تصوف مختلف مذاہب کے افکار و نظریات کا مجموعہ ہے چونکہ دنیا کے تمام مذاہب میں اخلاقیات کسی نہ کسی درجے میں موجود ہیں لیکن کامل درجے میں صرف اسلام میں ہیں اس لئے تکمیل تصوف صرف اسلام میں ہی ہوگی اور دوسرے مذاہب کے ساتھ اس کی ہم آہنگی اس لئے نظر آتی ہے کہ تصوف اپنے اندر وسیع معنی و مفہوم رکھتا ہے اور اپنے مخصوص راستے پر چلتے ہوئے تمام کائنات کا احاطہ کر لیتا ہے۔ تصوف کا لفظ دوسری یا تیسری صدی ہجری میں متعارف ہونے کی بنیاد پر ہم اسے کسی خاص گروہ، فرقے یا مذہب سے منسلک نہیں کر سکتے کیونکہ تصوف حقیقتوں کے ساتھ عملی طور پر آغاز اسلام بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے موجود تھا اور اس وقت یہ کسی اور نام یا ناموں سے پہچانا جاتا تھا۔ تصوف کی منزل حاصل کرنے والے اولیاء اللہ نے اس کی جو تعریف بیان کی ہے اس سے کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ یہ قرآن و حدیث سے باہر کی چیز ہے یا اس کے ذریعہ اسلام کو شریعت اور طریقت کی دو شاخوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ البتہ جن لوگوں نے طریقت کے لبادے میں تصوف کو غلط رنگ دے کر اپنی دکانداری چمکانے کی کوشش کی ہے اس سے تصوف کی اصل حقیقت اور اس کے آفاقی فوائد کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ بلکہ جھوٹے وہ ہیں جو تصوف کا لباس پہن کر اپنے منافقانہ طور طریقوں کو محفوظ کرنے اور بدعات کو اسلامی رنگ دین کی کوشش کرتے ہیں جبکہ تصوف تو حق ہے روشنی ہے قرآن اور حدیث ہے بدعات، لغویات اور شرک سے پاک مخزن اخلاق ہے۔

دور حاضر کی جدید چیزوں کا استعمال قرآن و حدیث کے مطابق بنانے کو اجتہاد کہتے ہیں اور تصوف اجتہاد ہی کا دوسرا نام ہے جس پر قیاس کر کے اس کے معانی و مفہوم کو سمجھا جا سکتا ہے تصوف میں اخلاق، اخلاص اور انکسار و عاجزی پنہاں ہے۔ اگر تصوف کا انکار کیا جائے تو اجتہاد کا انکار کرنا پڑے گا جبکہ اجتہاد سراسر نیکی ہے جو جدید زمانے کو اسلامی شریعت سے ہم آہنگ کرنے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ آج کل کے حالات میں اجتہاد

ے بغیر شریعت پر چلنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔

اللہ تعالیٰ کے وہ محبوب بندے جو قرآن و حدیث کا پیکر تھے تصوف کے بارے میں ان کی رائے بالکل واضح ہے۔ حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں اہل تصوف وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ بزرگ و برتر کو تمام چیزوں پر مقدم رکھا۔

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں ہمارا تصوف کتاب و حدیث کے ذریعے مضبوط کیا گیا ہے جس علم پر کتاب و حدیث شاہد نہیں اس کی کوئی قدر و منزلت نہیں۔

تصوف کتاب و حدیث کا ہی نام ہے جو انسان کو اخلاق نبوی کا نمونہ بنا دیتا ہے حضرت ابو بکر الکتانیؒ فرماتے ہیں کہ تصوف اخلاق حسنہ کا نام ہے

حضرت امام غزالیؒ کا ارشاد ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک راست باز اور اس کی خلقت کے ساتھ نیک خواہ و بردبار ہے وہ صوفی ہے۔

ابو محمد رویمؒ کہتے ہیں تصوف یہ ہے کہ نفس کو باری تعالیٰ کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے۔

حسن بن منصور حلاجؒ کا ارشاد ہے صوفی وہ ہے جو ذات کے لحاظ سے واحد ہو۔

حضرت احمد حضرویہؒ فرماتے ہیں تصوف کی حقیقت یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو دل سے دوست رکھے اور زبان سے یاد رکھے۔ ماسوا سے اپنے خیالات ہٹالے اور اللہ تعالیٰ سے نزدیک تر وہ شخص ہے جس کا خلق زیادہ ہو۔

علی بن سہل اصفہانی کے نزدیک تصوف اللہ تعالیٰ کے سوا تمام چیزوں کے تعلق سے بری ہونے کا نام ہے۔

ابوالحسن نوریؒ فرماتے ہیں تصوف حق تعالیٰ کی دوستی اور دنیا کی دشمنی ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نزدیک تصوف زبدہ عمل باحکام شریعت ہے۔

شیخ ابو النصر سراجؒ اپنی کتاب اللمع میں تحریر فرماتے ہیں "صوفیاء کی اولین خصوصیت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی پر نظر رکھتے ہیں۔ ان کا مقصود و مطلوب تمام تر اللہ تعالیٰ ہی ہوتا ہے ماسوا اور لایعنی مشغلوں سے انہیں کوئی واسطہ نہیں"۔

حضرت شیخ علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخشؒ کشف المحجوب میں لکھتے ہیں "خلاف شریعت عمل کھلی ہوئی گمراہی روشن معصیت اور تمام تر نفسانیت ہے"۔

امام ابوالقاسم قشیریؒ اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں "شریعت نام ہے التزام حکم عبودیت کا اور حقیقت نام ہے مشاہدہ ربیت کا۔ پس جس شریعت کو حقیقت کی تائید حاصل نہ ہو وہ غیر مقبول ہے اور جو حقیقت شریعت کی پابند نہیں وہ لاحاصل ہے"۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں "تصوف کی ساری بنیاد اسی پر ہے کہ آداب شریعت کی پابندی رہے۔ حرام اور مشتبہ چیزوں سے دست کشی کی جائے۔ ناجائز اوہام و خیالات سے حواس کو آلودہ نہ کیا جائے اور غفلتوں سے بچ کر یاد الٰہی میں وقت گزارا جائے۔"

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کتاب فتوح الغیب میں تحریر فرماتے ہیں "ہر مؤمن کے لئے ہر حال میں تین چیزیں لازمی ہیں ایک یہ کہ حکم الٰہی کی تعمیل کرے، دوسرے یہ کہ ممنوع سے بچتا رہے، تیسرے یہ کہ قضاء الٰہی پر راضی رہے۔ پس مؤمن کے لئے کم سے کم مرتبہ یہ ہے کہ ان تینوں چیزوں سے خالی نہ ہو" آگے ایک صفحہ پر فرماتے ہیں "شریعت کی پیروی کرتے رہو اور راہ بدعت اختیار نہ کرو، اطاعت کرو اور طاعت سے باہر نہ رہو، توحید باری تعالیٰ کو مانو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ کہ وہی جو کچھ چاہتا ہے اپنی مشیئت سے کرتا ہے۔ اس کو ہر عیب سے پاک سمجھو اور اس پر تہمت نہ لگاؤ اور اسلام کی تصدیق کرو شک میں نہ پڑو۔ صبر سے کام لو اور بے صبری کا مظاہرہ نہ کرو، طاعت حق پر جمے رہو اور جماعت میں تفرقہ نہ ڈالو"۔

مشائخ تصوف کے مذکورہ بالا اقوال و بیانات کے پیش نظر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اسلامی تصوف صرف قرآن و حدیث میں تدبر اور فہم حاصل کر کے اس کے اعلیٰ اخلاق کو اپنانا ہے۔ اس کے علاوہ کسی چیز یا عمل کو اسلامی تصوف کا نام دینا اصل حقیقت سے لاعلمی کا مظہر ہے یا پھر تصوف کی حقیقت سے روگردانی ہے۔ صوفیانہ افکار اور اہل تصوف کا انکار یا اختلاف کرنے والے اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کے لئے یہ دلائل دیتے ہیں کہ اہل تصوف مختلف ذرائع اور پیچیدہ طریقوں سے لوگوں کو

قرآن وحدیث سے پھرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دراصل قرآن وحدیث سے پھرنے والے لوگوں کا اہل تصوف کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اس طرح تو انسان روشنی کی بجائے اندھیروں کی طرف جاتا ہے۔

قرآن وحدیث اپنے اصل الفاظ کے لحاظ سے اس کائنات اور آخرت کی مکمل تفسیر ہیں جن میں علم ظاہری و باطنی یا لدنی کے علاوہ دنیا میں موجود کسی علم کی نفی نہیں کی گئی۔ البتہ بعض علوم کے سیکھنے سے منع کیا گیا ہے۔ دنیا کے دیگر مذاہب کا علم و فن اور مسائل سیکھنے اور اعلیٰ اخلاق اپنانے والا راہب پوپ، پادری پنڈت یا گرو کہلاتا ہے اسی طرح مذہب اسلام میں قرآن و حدیث کی روشنی اپنانے والے کو صوفی کہتے ہیں۔ صوفی فرشتہ نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا مقرب اور تابع فرمان بندہ ہوتا ہے جو اس کے آگے عاجزی اور انکساری اختیار کر کے اپنی دعاؤں کو قبول کرواتا ہے۔ دوسرے معنوں میں صوفی دعا کے ذریعہ اپنی یا دوسروں کی بری تقدیر کو اچھی تقدیر میں بدلواتا ہے۔ دیگر مذاہب میں اگر کوئی شخص اپنے مخصوص ناموں سے اللہ تعالیٰ کو ہری رام گاڈ یا دیوتا وغیرہ پکارتا ہے تو اسے اس وقت تک ان ناموں کے ذکر سے نہیں روکا جا سکتا جب تک وہ دائرہ اسلام میں داخل نہ ہو جائے۔ اسلامی تصوف قرآن وحدیث کے صاف ستھرے عقیدے پر مبنی ہے دوسرے مذاہب کی کسی چیز کو نہیں اپناتا اور نہ ہی دوسرے مذاہب کے افکار و خیالات اس کا جزو بنتے ہیں بلکہ دنیا کے کئی مذاہب میں اسلامی تصوف کی جزیات کو اپنایا گیا ہے۔

صوفیانہ افکار و خیالات قرآن و حدیث کے بنیادی توحیدی عقیدے کو قطعاً تباہ و برباد نہیں کرتے بلکہ جہالت یا لاعلمی کی وجہ سے تصوف میں جو لغویات، فضولیات اور شرک و بدعات داخل کر دی گئی ہیں۔ انہیں باہر نکالنا اور ان کا انکار کر کے صحیح اسلامی تصوف کو اپنانا ضروری ہے۔ لیکن تصوف کی اصل تعریف، معنی و مفہوم کو سمجھے بغیر اس کے وسیع سمندر میں چھلانگ نہ لگائی جائے ورنہ کنارے پر پہنچنے کی بجائے بیچ منجدھار ڈوبنے کا خطرہ زیادہ ہوگا۔ کچھ غلط عقائد اور لغویات کو تصوف سمجھ کر اس کی مخالفت کے جوش میں اللہ تعالیٰ کے حقیقی مقرب بندوں یا قرآن و سنت پر محیط تصوف کی بڑی بڑی کتابوں کو تنقید کا نشانہ ہرگز نہ بنایا جائے اور نہ ہی تصوف سے اپنے مطلب کے مفہوم اور معانی اخذ کئے جائیں۔ کفر، الحاد، زندقہ، بدکاری، جھوٹ، بدعات، شرک اور لغویات وغیرہ اسلامی تصوف کا ہرگز حصہ نہیں ہیں۔ ان چیزوں کو تصوف کا حصہ لینے سے اسلامی تصوف کی حقیقت کو نہیں جھٹلایا جا سکتا اور نہ ہی اس کی روشنی کو بجھایا جا سکتا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ان غلط عقائد اور رسومات کو نکال باہر کریں جو قرآن وحدیث کے منافی ہوں۔ بعض لوگ اپنی بدکاریوں اور بداعمالیوں کو پوشیدہ رکھنے کے لئے صوفی کا بھیس بدل لیتے ہیں ایسے سیاہ کار لوگوں کو صوفی کہنا غلط ہے بلکہ ان کی اصل حقیقت کو بے نقاب کیا جانا چاہیے۔

تصوف سے انکار اور عناد کی انتہا تو یہ ہے کہ بعض اہل اللہ اور حقیقی شرعی صوفیوں کو بھی خرافات و لغویات سے منسوب کر دیا جاتا ہے حالانکہ اس فضول گوئی اور دشنام طرازی سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ حقیقی اسلام اور اس کا تصوف خود قرآن و سنت پر عمل کرتے ہوئے دوسروں کو اس کے فوز و فلاح والے زرین اصولوں کو روشناس کراتا ہے کیونکہ یہ معاشرے سے خبائث اور مفسدات کو دور کر کے ماحول کی اصلاح کرتے ہوئے مسلمانوں کے عقیدے و عمل کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق ڈھالتا ہے جس سے انسانوں کو ہمیشہ کی کامیابی، عزت اور چین نصیب ہوتا ہے۔

دین اسلام وحی، معجزہ، کرامات، کشف اور الہام کا مکمل طور پر اقرار کرتا ہے یہاں تک کہ الہام تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پرندوں اور جانوروں کو بھی حاصل ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں واضح ارشاد ہے کہ ہم نے شہد کی مکھی کو الہام کیا جو تمہارے فائدے کے لئے مختلف پھولوں سے شہد اکٹھا کرتی ہے۔ اسلام کے شرعی احکام کا ماخذ کتاب، حدیث، اجماع اور قیاس پر مبنی ہے اس میں اجماع اور قیاس کے نتائج الہامی ہوتے ہیں جو قرآن و حدیث کی روشنی سے مزین ہوتے ہیں جسے اجتہاد کا نام دیا جاتا ہے اجتہادی مسائل ہمیشہ الہامی و کشفی ہوتے ہیں جو انسان کے عملی تجربات و مشاہدات سے شرح صدر پر وارد ہوتے ہیں اور یہی اسلامی تصوف ہے۔ اس کے دیگر بے شمار غیر شرعی طریقے یا مختلف شکلیں تصوف نہیں ہیں۔ تصوف حقیقی ایک شریعت اور ایک ہی شکل ہے جو اسلام ہے اور قرآن وحدیث پر مشتمل ہے۔ اسلامی عقائد عبادات، معاملات کی تدوین، تعین اور ادائیگی شریعت کے مطابق کرنا اسلامی تصوف ہے جو اجتہاد سے متصف ہے۔

بعض صوفیاء کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں حلول یا وحدت الوجود وغیرہ کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ یہ اہم بحث ہے قرآن و حدیث کی روشنی میں سمجھنے سے حقیقت منکشف ہو جاتی ہے۔ دراصل اللہ تعالیٰ کے مخلوق میں حلول یا ضم ہو جانے کا نام وحدت الوجود نہیں ہے کیونکہ وہ تو ہر جگہ پہلے سے موجود ہے بلکہ مخلوقات کائنات کے فنا کے بعد صرف ایک ذات باری تعالیٰ کا موجود رہنا وحدت الوجود ہے اور اس کا تعلق تمام کائنات سے اجتماعی بھی ہے اور اپنے وقت میں کسی چیز یا انسان کے فنا ہونے پر انفرادی بھی ہے۔ ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ مخلوق میں حلول نہیں کرتا کیونکہ وہ تو اول و آخر باقی ہے اور صفاتی لحاظ سے ظاہر و باطن میں بعینہٖ موجود ہے۔ اصل میں مخلوق کے اللہ تعالیٰ کی ذات میں گم ہونے یا اس کی طرف لوٹنے کا نام وحدت الوجود ہے۔ اسی لئے تمام مخلوق اس کی ذات و صفات کی طرف سے منعکس کی جاتی ہے۔ نبیوں، ولیوں، جنت، جہنم، انسان، شیطان اور کائنات کی دیگر چیزوں کے بارے میں صوفیاء کے عقیدے کو سمجھنے کے لئے وحدت الوجود کے عقیدے کی کیفیت و حقیقت قرآن و حدیث کی روشنی میں جاننا چاہئے۔ اسلام میں صوفی وہ ہے جو خواہشات نفس کو فنا اور اپنا باطن صاف کر کے اللہ سے اپنا تعلق جوڑ لے۔ جو شخص قرآن اور حدیث کے خلاف اپنی کوئی شریعت، عقائد اور عبادات تخلیق کرے وہ ملحد اور زندیق ہے ایسا شخص صوفی کیسے ہو سکتا ہے؟ جبکہ تصوف تو اجتہاد ہے اور اجتہاد قرآن و حدیث کے قوانین و ضوابط کا پابند

ہے جو حلال و حرام اور پاکی و ناپاکی کی پہچان کرتا ہے۔ قرآن و حدیث کے دائرے میں کیا ہوا اجتہاد اور تصوف مجتہد کے اپنے کشف و الہام پر مبنی ہوتا ہے اس لئے دوسرے شخص کو اس کے تصوف یا اجتہاد کا پابند ہونا ضروری نہیں اور نہ ہی صوفیاء اپنے جذب و شوق میں زبردستی کسی دوسرے کو شریک کرتے ہیں۔ البتہ اسلامی مجلس شوریٰ کے اجتہاد کا پابند ہونا ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔

فرعون، ابلیس یا دیگر مخلوق کے بارے میں عقیدہ قرآن و سنت کے مطابق نہ ہو تو اس کی پیروی نہ کی جائے اور اسے دینی و شرعی نقطہ نگاہ سے الحاد سمجھا جائے۔ بعینہٖ کسی ایک یا چند ایک لوگوں کے قرآن و حدیث پر پورا نہ اترنے والے عقائد کو جواز بنا کر تصوف کی حقیقت کو مورد الزام نہ ٹھہرایا جائے کیونکہ اصل حقیقت یا غیب صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اگر کسی شخص کا عقیدہ یا اعمال خلاف شریعت پائے جائیں اور اسے دنیا میں ہی شرعی قوانین کے مطابق سزا بھی مل جائے تو پھر اس کی آخرت کا معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینا چاہئے کیونکہ آخرت کا منصف یا معافی دینے والا وہی ہے اور اس کے اس اختیار کو اس کی مرضی کے بغیر کوئی شخص اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتا۔ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو قرآن و حدیث کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی سعادت عطا کرے۔

فقہی مسائل

جواب نمبر ۲۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

خوب آگاہ رہے کہ شریعت محمدیہ کی رو سے مہر کی کوئی مخصوص حد بندی نہیں کی گئی ہے بلکہ یہ ہونے والی بیوی کا حق ہے۔ وہ اپنی حیثیت کے مطابق اپنا مہر اصالۃً یا وکالۃً معین کر سکتی ہے۔ اس کو شرعاً مہر کی کسی خاص مقدار کا پابند نہیں بنایا جا سکتا۔ شریعت محمدیہ کی رو سے جنسی ملاپ کے بغیر کسی بیوی کو طلاق دینے کی صورت میں عدل و انصاف کے تقاضے کے تحت جب کہ اس کا مہر مقرر نہ کیا گیا ہو تیس درہم سے کم مال متعہ نہ دینے کا تذکرہ موجود ہے اگر شرعی حاکم کی طرف سے مال متعہ کی کوئی خاص مقدار معین کی جائے تو بھی ٹھیک ہے ورنہ مال متعہ بھی مہر کی طرح شرعاً معین نہیں ہے اور مہر مثل بھی سوال مذکور کے جواب کی نظیر نہیں ہے۔

اگر کوئی ادارہ اپنی طرف سے اقتصادی سہولت وغیرہ کے پیش نظر اپنے علاقے میں لڑکیوں کے لئے مہر کی ایک مخصوص حد بندی کرتا ہو اور اس کی خلاف ورزی کرنے والوں پر جرمانہ کرتا ہو تو یہ شرعاً ناروا اور قابل مذمت اقدام ٹھہرے گا کیونکہ ایسا کرنا ایک واضح شرعی حکم میں اپنی طرف سے ترمیم کرنے کی رنگین جسارت ہے۔ گویا ایسا کرنا محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرعی فیصلے کو ابو جہل کے دربار میں چیلنج کرنے کے مترادف ہے

امید ہے کہ محترم محمد شریف صاحب اپنے سوالات۔ جوابات سے اطمینان کا سانس لے سکیں گے۔

تصوف۔ جدید انسان کا وسیلہ نجات

ڈاکٹر لئیق بابری ترجمہ۔ ڈاکٹر غازی محمد نعیم

تصوف اور رمزیت روحانیت کی ایک عالمگیر شکل ہے جو دنیا کے تمام مذاہب میں پایا جاتا ہے لیکن زیر نظر مضمون میں ہم اسلامی رمزیت کی بات کریں گے جس کا نام اسلامی تصوف ہے اور اسلامی تصوف کے بارے میں چند ایسی غلط فہمیوں کا ازالہ کریں گے جن کے باعث دور جدید کے انسان کے لئے حقیقت تصوف کی تفہیم مشکل ہو گئی ہے۔ اس مشکل کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ صوفیانہ تجربہ ایک روحانی واردات ہے جس کے کماحقہ اظہار سے انسانی زبان اور لغت عموماً عاجز آجاتی ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ مؤرخین نے اپنے مخصوص سیاسی مفادات کے پیش نظر تصوف کے حقیقی رخ کو مسخ کرنے کی شعوری کاوشیں کی ہیں

ہم یہاں وحدت الوجود، اور وحدت الشہود جیسے علم الکلام کے مباحث سے احتراز کرنے کی کوشش کریں گے اور چونکہ یہ ایک بہت وسیع موضوع ہے اس لئے ہم اپنے موضوع بحث کو صرف تصوف کی ابتدا اور خصوصیات کے اجمالی جائزے کے علاوہ اپنی ذات کے اندر توازن پیدا کرنے کے صوفیانہ طریق کار کی وضاحت کریں گے جس سے کہ دور جدید کے انسان کو وجود کے اس کرب سے بچایا جاسکتا ہے جس کا کہ وہ جابجا شکار نظر آتا ہے۔

سادہ ترین لفظوں میں تصوف ایک طریقۂ زندگی ہے جس کی بنیاد خدا کی محبت اور اس کی مخلوق کی محبت پر ہے۔ صوفی اس محبت کو اپنا سرمایہ حیات اور اپنی کل کائنات سمجھتا ہے اور اس راستے میں ہرگز کسی مصلحت کے تحت کوئی سمجھوتہ کرنے پر تیار نہیں ہوتا۔ صوفی ہر قیمت پر سچ بولتا ہے چاہے اسے اپنی جان سے ہاتھ کیوں نہ دھونا پڑ جائے۔ اس کے کردار میں منافقت کا شائبہ بھی ممکن نہیں چنانچہ تاریخ تصوف اسلامی کے مطالعے سے ہمیں ایسے عظیم صوفیا کے حالات کا پتہ چلتا ہے جنہیں تختہ دار پر چڑھایا گیا مگر کلمہ حق کہنے سے باز نہ آئے۔ منصور حلاج، شاہ شمس تبریز اور سرمد کی روشن مثالیں سب کے سامنے ہیں جو حق گوئی کے پاداش میں اہل اقتدار کے ستم کا نشانہ بنے۔ پوری اسلامی تاریخ میں صوفیا۔ نے جابر سلطانوں اور مطلق العنان بادشاہوں کے آگے کلمہ حق کہا اور محکوم و مجبور انسانیت کی نمائندگی میں کوئی باک محسوس نہ کیا۔ اس تاریخی صداقت سے اس الزام کی بھی تردید ہوتی ہے کہ صوفی ترک دنیا کر کے معاملات حیات و کائنات سے لاتعلق ہو کر اپنے من کی دنیا میں کھوئے رہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ صوفی فکر اور عمل کے مابین ایک خوبصورت توازن قائم کرتا ہے جبکہ جدید انسان کا المیہ یہ ہے کہ وہ صرف عمل اور محنت میں جتا ہوا ہے اور فکر اور احساس سے عاری ہے۔ صوفی دنیا ترک نہیں کرتا بلکہ ان جابرانہ سیاسی نظاموں کا انکار کرتا ہے جن کی بنیاد دولتمندوں کے ہاتھوں غریبوں کے استحصال پر ہے۔ وہ حرص، ناانصافی اور استحصال کی قوتوں کا دشمن ہے لیکن مؤرخین نے صوفیا کی اس خوبی کو ایک مخصوص متعصبانہ زاویہ نظر سے دیکھا ہے۔

دراصل تاریخ تصوف پر تحقیق کے ابتدائی دور سے ہی یورپی اور مسلمان مؤرخین نے اسے خانقاہیت اور رہبانیت کے طور پر دیکھا ہے چنانچہ نکلسن نے خیال کیا کہ تصوف اسلام میں ایک نو ایجاد تصور ہے جس کے اصول نوفلاطونی فلسفے سے اخذ کئے گئے ہیں جبکہ حتی نے تصوف اسلامی کا ماخذ بدھ مت اور عیسائیت کو بنانے کی کوشش کی۔ اسی طرح لاجونتی راما کرشنا نے اپنی کتاب پنجاب کے صوفی شعراء میں ان شعرا کے صوفیانہ خیالات کو ویدانتی فلسفے سے ماخوذ قرار دیا۔ اسی طرح کچھ محققین نے اسے ہمہ اوست کے فلسفے کی ایک شکل گردانا۔ کچھ نے اسے صوف سے مشتق قرار دیا اور کچھ نے صفا سے ماخوذ تھا۔ کم از کم اس طویل بحث سے اتنا تو پتہ چلتا ہے کہ تصوف کی بنیاد ہمہ گیر اخلاص پر ہے۔

یہ بیسویں صدی کی بات ہے جب عظیم فرانسیسی عالم لوئی میسی نان نے دعویٰ کیا کہ علم تصوف کی جڑیں قرآن حکیم میں پیوست اور مستحکم ہیں اور یہ کوئی پرائی یا بیگانی چیز نہیں۔

ٹائی ٹس برکت اسی نظریے کی پرزور تائید کرتا ہوا کہتا ہے کہ اس حقیقت میں کوئی شک نہیں کہ سلسلہ ہائے تصوف کا مرجع پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات ہے اور ہر سلسلہ مستند اور محکم ہے۔

مائیکل شودری ویز ابن عربی پر اپنی کتاب "لی سو ویس سینٹ" یا خاتم الاولیاء میں لکھتا ہے کہ تصوف کی اصطلاح دوسری صدی ہجری میں رواج پذیر ہوئی۔ چنانچہ داتا گنج بخش حضرت علی ہجویری نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف "کشف المحجوب" میں نہایت لطیف نکتہ بیان فرمایا کہ "پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور مبارک میں تصوف ایک حقیقت تھی مگر اس کا کوئی نام نہ تھا مگر آج نام موجود ہے مگر حقیقت عنقا ہے۔" کشف المحجوب گیارھویں صدی کی تصنیف ہے لیکن داتا صاحب کا فرمان آج کے دور پر بھی اسی طرح صادق آتا ہے البتہ ہمارے دور میں تصوف کے لفظ کا جتنا غلط استعمال ہوا ہے اس کی نظیر نہیں ملتی۔

سیرت و تاریخ کے مطالعے سے عیاں ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کی سیرت مقدسہ میں صوفیانہ خصوصیات نمایاں تھیں چنانچہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غار حرا میں مراقبے کے لئے تشریف لے جانا اور ماہ رمضان میں اعتکاف نشینی اس کی نمایاں مثال ہے۔ پھر اصحاب صفہ کی روشن مثال سب کے سامنے ہے جو مسجد نبوی کے ایک چبوترے پر متقین کا ایک گروہ تھا جنہوں نے اپنی زندگی کو حکم قرآنی کے مطابق تقویٰ کا پیکر بنا دیا تھا۔ متقی وہ شخص ہے جو ایک کانٹوں بھرے تنگ و تاریک راستے پر چلتا ہے اور راستے کے کانٹوں اور آلائشوں سے صاف بچ نکلتا ہے اور اپنے آپ کو مزین و آلودہ نہیں ہونے دیتا۔ انہی برگزیدہ لوگوں کو ڈاکٹر حمید اللہ نے اسلام کی اولین اقامتی یونیورسٹی کے طلباء کا نام دیا ہے اور یہی تصوف کے اولین علمبردار بھی تھے۔ ان طالب علموں کا بنیادی فریضہ حصول علم اور تطہیر ذات کے لئے فکر و مراقبہ کرنا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو سورہ آل عمران میں ان لفظوں میں یاد فرمایا ہے کہ "وہ کھڑے، بیٹھے اور لیٹے اپنے رب کو یاد کرتے ہیں اور کرشمہ تخلیق پر غور و فکر کرتے ہیں۔" اگر ہم تصوف کی اس تعریف کو اپناتے ہیں جو حضرت امام غزالی نے اپنی کتاب منقذ میں پیش کی ہے تو یہ سمجھنے میں دشواری نہ ہوگی کہ تصوف محاسبہ نفس کا عمل ہے اور اصحاب صفہ کا عمل اس کی روشن ترین مثال ہے۔

صوفیا منتشر وجود کو مجتمع کرتے ہیں اور جدید انسان کے اس سب سے مہلک مرض کا قلع قمع کرتے ہیں جسے منافقت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ قرآن مجید اور حدیث شریف کی مقدس تعلیمات سے مستفید ہو کر صوفی اپنے نفس کو ایک ایسی الوہی قوت بخشتا ہے کہ اس کی ذات روح کائنات سے ہم آہنگ ہو جاتی ہے جیسا کہ قرآن مجید نے فرمایا کہ کلمہ طیب کی مثال شجر طیب کی سی ہے جس کی جڑیں (زمین میں) پیوست ہیں اور جس کی شاخیں آسمانوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ صوفی کی روح کائنات سے یہ ہم آہنگی نہ صرف عالم انسانیت میں ظہور پذیر ہوتی ہے بلکہ یہ عالم نباتات و حیوانات کو بھی محیط ہے صوفی کے لئے کائنات ایک مقدس شے ہے اور وہ اس کے ماحول سے پیار کرتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔ صوفی کائنات کے حسین توازن کو کم سے کم خلل پذیر بنانے کا حامی ہے اور اس طرز فکر میں جدید انسان کے اس جدید مسئلے کا حل بھی کماحقہ موجود ہے جو نام نہاد انسانی ترقی کے ہاتھوں ماحول کی تباہی صورت میں اقوام عالم کی پریشانی کا سب سے بڑا سبب بنا ہوا ہے۔

صوفیا کا تصور ذکر قرآن اور حدیث سے ماخوذ ہے۔ روایت کے مطابق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کی دوسری چیزوں کی طرح قلب انسانی بھی زنگ آلود ہو جاتا ہے اور جس طرح دیگر سب چیزوں کو صیقل کرنے کا وسیلہ موجود ہے اسی طرح قلب انسانی سے زنگ دور کرنے اور اسے صیقل کرنے کا ذریعہ ذکر اللہ ہے۔ ذکر ہی کے وسیلے سے صوفی اپنے باطنی سفر کا آغاز کرتا ہے اس سفر میں وہ مختلف مقامات سے گزرتا ہے جو نفس المطمئنہ کے درجے تک جا پہنچتا ہے۔ مقام فقر صوفی کی معراج ہے جب وہ نفس کی آلائشوں سے مکمل طور پر پاک ہو جاتا ہے۔ اس مقام اس کی سماعت اور بصارت کو ایک نئی جہت مل جاتی ہے اور وہ اب عین القلب یعنی اپنی آنکھ سے دیکھنے لگ جاتا ہے۔ اس کو جو ایک غیر معمولی بینائی مل جاتی ہے اسے بصیرت کہتے ہیں اور یوں دوام ذکر کی برکت سے وہ ایک ابدی سکون اور طمانیت سے ہمکنار ہو جاتا ہے۔

(باقی آئندہ)

شیخ علاؤالدولہ سمنانی

غلام حسن نوربخش فاضل عربی ایم اے

سفر

آپ بارہا اپنے شیخ نورالدین عبدالرحمن اسفرائنی کے پاس سمنان سے بغداد گئے۔ تین مرتبہ حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ ایک مرتبہ امیر نوروز کی دعوت پر مشہد مقدس میں روضہ امام علی بن موسیٰ الرضا کی زیارت سے بہرہ ور ہوئے۔ اسی طرح سلطانیہ کا دو بار دورہ کیا۔

(مقدمہ چہل مجلس ص ۱۸)

آپ ۶۸۷ میں بغداد میں نورالدین عبدالرحمن اسفرائنی سے ملنے کے لئے سمنان سے روانہ ہوئے جب سلطانیہ میں پہنچے تو وہاں کے حاکم وقت سلطان محمد خدا بندہ نے آپ کو روک لیا تھا تاہم آپ وہاں سے واپس سمنان تشریف لائے اور وہیں سے اخی شرف الدین کو شیخ کی خدمت میں بغداد بھیجا۔ شیخ اخی شرف الدین کے ذریعے آپ کو خرقہ ارشاد ارسال فرمایا۔

(ایضاً)

خلوت و عزلت اور ریاضت

خلوت اور عزلت نشینی صوفیائے کرام کا مخصوص عمل ہے۔ اس نیک عمل کے ذریعے وہ تزکیہ نفس، تصفیہ قلب، اور تجلیہ روح کے ساتھ ساتھ نفس کشی، خلوص اور عشق الٰہی کی مشقیں کرتے ہیں اور محبوب حقیقی کی یاد سے سرشار ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بزرگوں نے اس نیک عمل کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ ہمیشہ سے سلسلہ نوربخشیہ کے بزرگوں کا معمول رہا ہے۔ اس ضمن میں حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی نے ہی سب سے زیادہ خلوت نشینی اختیار کی ہے۔ آپ کا قاعدہ تھا کہ جب بھی سفر سے واپس آتے ایک چلہ ضرور کاٹتے تھے چنانچہ فرماتے ہیں۔

۔۔۔۔ بہ سمنان آمدم و مرا رسم چنین بود کہ از سفر کہ باز آمدی اربعینی بنشستی۔ جب بھی سمنان آتا میرا قاعدہ تھا کہ سفر سے واپس آتے ہی اربعین نشین ہوتا تھا۔

(چہل مجالس ص ۴۲)

آپ اپنی زندگی میں ۲۴۰ بار اربعین نشین ہوئے۔ ان میں سے ۱۴۰ مرتبہ ۷۲۰ھ اور ۷۳۶ھ کے درمیان اور ۱۰۰ مرتبہ اس سے پہلے واقع ہوئے ہیں۔ اس قدر ریاضت کی بنا پر آپ کو ایک بلند و برتر مقام حاصل ہوا اور کشف و شہود اور کرامت میں مشہور ہوئے۔

(مقدمہ چہل مجالس ص ۱۸)

اس کی طرف غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نوراللہ مرقدہ نے یوں اشارہ فرمایا ہے۔

نیم در عمل چون علاء دولہ سمن
ریاضت مسلم شد او را و فن
بہ عمر وی بود ہفتاد و ہفت
دو صد باچہل ہی چلہ نشست
ہمای است مرغی کہ عزلت گزید
ز عزلت یقین او بجہت رسید

(صحیفۃ الاولیاء۔ ص ۲)

اس طرح کل دس ہزار آٹھ سو دن یا تیس سال کی مدت بنتی ہے جو آپ نے چلہ کشی میں گزاری۔ اتنا وصہ آپ نے دنیا اور مشاغل دنیا سے الگ تھلگ رہ کر نیک اعمال بجالائے جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

نفس کشی

انسان کو اللہ تعالیٰ سے دور رکھنے والا اور معبود حقیقی کی نافرمانی پر اکسانے والا انسان کا نفس ہے۔ جب تک نفس امارہ کو کچل نہ دے آدمی عبادت و ریاضت سے لطف اندوز نہیں ہو

سکتا۔ چنانچہ مختلف پابندیوں اوامر کی بجاآوری اور نواہی سے اجتناب کے ذریعے نفسانی قوتوں کو کچل دیا جاتا ہے۔ اس مقصد کے لئے کم خوری، کم گوئی، کم خوابی تیر بہدف نسخے ہیں۔ شیخ علاؤ الدولہ سمنانی نے یہ نسخے بکثرت آزمائے ہیں۔

چونکہ آپ ارغون کے ملازم تھے جس سے کہ آپ کو بڑی آمدنی ہوتی تھی اس لئے آپ نے بہت سے املاک خریدے تھے۔ جب درویشی میں قدم رکھا تو سب کو صدقہ اور وقف کر دیا۔ اپنے پاس صرف ایک مصلیٰ رکھ لیا جسے ایک یہودی نے آپ کو ہدیہ دیا تھا۔ آپ ایک دفعہ خراسان میں تھے کہ ایک واقعہ دیکھا۔ آپ

دوزخ سے گزر رہے تھے اور بڑے بڑے مناظر دیکھنے میں آرہے تھے۔ آپ ان سے بخوبی گزر گئے لیکن ایک جگہ ایک یہودی نے آپ کا دامن پکڑ لیا۔ آپ نے جان چھڑانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ پھر آپ نے مالک دوزخ سے فریاد کی۔ اس نے کہا کہ غلطی تمہاری ہے میں کچھ نہیں کر سکتا۔ پھر آپ نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا تو ارشاد ہوا کہ تم پر اس کا حق ہے اسے ادا کرو۔ آپ نے عرض کیا وہ کیا۔ فرمایا جائے نماز۔ آپ نے اسی وقت ایک شخص کو سمنان بھیج دیا اور حکم دے دیا کہ اس جائے نماز کو بھی صدقہ کرے۔

(چہل مجالس ص ۴۲-۴۳)

اہل تصوف نفس کشی کے لئے صرف حلال چیزوں میں سے بھی بعض پر پابندی لگاتے ہیں (اگرچہ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ وہ نعوذ باللہ حلال کو اپنے اوپر حرام کر لیتے ہیں) کہ لذائذ دنیا اس سے خالق حقیقی کو فراموش نہ کرائیں۔ حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ نفحات الانس میں لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ ایرچوپان نے ایک خرگوش آپ کے پاس بھجوایا اور دعویٰ کیا کہ اسے انہوں نے ہی شکار کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے وہ واقعہ یاد آگیا کہ ایک دفعہ میں مشہد مقدس میں بغرض زیارت امام رضا علیہ السلام گیا تو امیر نوروز آگئے جو پچاس ہزاروں کے ساتھ میرے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے اور اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ ایک دن وہ دو خرگوش لائے اور کہا کہ انہوں نے ہی ان کو شکار کیا ہے۔ آپ نے فرمایا بے شک جس نے بھی مارا ہے میں نہیں کھا سکتا کیونکہ حضرت امام جعفر صادق کا فرمان ہے کہ خرگوش حرام ہے۔

(مجالس المومنین ص ۳۰۵، نفحات الانس ص ۳۶۹)

ایک بار آپ مکہ مکرمہ میں موجود تھے۔ مہبط جبریل میں دو رکعت نماز نفل پڑھی۔ بعد میں وہ جگہ شق ہو گئی اور بادام کے مغز ظاہر ہوئے جنہیں آپ نے کھانے کی بجائے رومال کے ایک کونے میں باندھ دیا۔ نفس نے کہا کھاؤ مگر آپ نے نہیں کھایا۔ پھر مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ ذوق و شوق کا یہ حال تھا کہ مغلوب الحال ہو گئے۔ مسجد نبوی میں پہنچ کر دو رکعت نماز ادا کی۔ اچانک وہاں ایک خرما ظاہر ہوا۔ اگرچہ نفس نے کہا کھاؤ مگر آپ نے کھانے کی بجائے اسے بھی بادام کے ساتھ باندھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک بزرگ وہاں تشریف لائے۔ روح کے بارے میں چند سوالات پوچھے۔ آپ نے ان کے جواب دیئے تو اس بزرگ نے ایک درم دے دیا۔ پھر آپ وہاں سے تجدید وضو کے لئے اٹھے تو

ناگاہ ایک بچہ ظاہر ہوا اور مٹھی بھر کھجور دے دی۔ نفس نے کہا کہ کھاؤ مگر آپ نے اسے بھی باندھ دیا۔ رات کو آپ اپنے قافلے کے ساتھ کہیں ٹھہرے ہوئے تھے کہ چند آدمی ہاتھوں میں شمع لئے آپ کی تلاش میں پہنچ گئے اور نان و حلوہ کا ایک بڑا برتن دے دیا۔ جب وہ چلے گئے نفس نے کہا کہ اب اس کا حق دیا جائے مگر آپ نے پھر بھی نہ کھایا۔ پھر آپ مدینہ منورہ سے باہر نکل گئے۔ تین فرسنگ کے فاصلے پر قیام کیا۔ آپ وہاں وضو کرنے گئے تھے کہ ایک سید گھرانے کا آدمی ہاتھ میں طبق اٹھائے آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ دے کر کچھ کھانے کی درخواست کی تو آپ نے اس میں سے کچھ کھالیا۔

(چہل مجلس ص ۹۳-۹۵)

خصوصی گزارشات

۱۔ نوائے صوفیہ کا کمپیوٹر اور اشاعتی نظام فرسودہ ہونے کی وجہ سے بے کار ہو چکا ہے۔ اس کو بدلنے کے لئے کم از کم چالیس پچاس ہزار روپے درکار ہیں۔ امید ہے مخلص اور صاحب

ثروت لوگ اس سلسلے میں بھی تعاون کریں گے

۲۔ شمارہ ہذا یا بعد کے شماروں میں چھپنے والے مضامین میں اگر مدیر کی طرف سے کوئی اضافہ کیا گیا ہو تو ذمہ داری میں حصہ داری کی خاطر اس مضمون کے مدیر کا نام بھی مضمون نگار کے ساتھ درج کیا جائے گا۔ یاد رہے کہ نوائے صوفیہ اپنی اشاعتی پالیسی کے مطابق کسی بھی مضمون یا نظم میں تبدیلی اور ترمیم و اضافے کا حق استعمال کرتا ہے۔

صوفیہ نور بخشیہ

مولانا انور الکوروی

اعتقاد و عمل کے عناصر اربعہ

اصول شرع کے اعلامیے کے مطابق ایک مؤمن مسلمان کے ایمانی تقاضے کے درج ذیل پہلو ہیں۔

۱۔ زبان سے اقرار کرنا۔

۲۔ دل سے تصدیق کرنا۔

۳۔ اعضاء و جوارح سے اس پر عمل کرنا۔

۴۔ اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر ممکن پیروی کرنا

ان چہارگانہ ارکان کے معانی و مطالب یہ ہیں۔

پہلی بات کلمہ شہادت کا اقرار باللسان ہے یعنی یہ کہ کوئی فرد اپنی زبان سے اللہ تعالیٰ کے معبود برحق ہونے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عبد اور رسول ہونے کا غیر مبہم انداز اور واشگاف الفاظ میں اعلان کرے۔

دوسری بات اس زبانی اقرار کے بعد دل کی اتھاہ گہرائی سے اس قول و قرار کا یقین اور احترام کرنا اور اس کی محافظت کرنا ہے۔

تیسری بات زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کے بعد اس اقرار اور تصدیق کو عمل سے ثابت کرنا ہے۔ اس عمل کا ظہور اعضاء و جوارح کی مدد سے ہوتا ہے۔ اقرار و تصدیق کی یہ عملی صورت ارکان دین یعنی نماز، روزہ، حج، زکواۃ کے علاوہ معاملات، عبادات، حدود اور اوامر و نواہی کو محیط ہے۔ پس یہ وہ تمام فرائض و واجبات ہیں جن پر عمل "۔ ایمان کی عملی تفسیر ہے اور ارکان دین ہونے کے ناطے ان پر عمل کرنا دین پر قائم رہنے کی بنیادی شرط بھی ہے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ ان فرائض و واجبات کی بجاآوری کے ساتھ ساتھ تمام معاملات زندگی میں سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملحوظ رکھا جائے اور حتی الامکان اس کی پیروی کی جائے۔ پس تکمیل دین متابعت سنت کے ساتھ ہوتی ہے اس کے بغیر نہیں۔

شریعت، طریقت اور حقیقت کا مخرج و منبع یہی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہے چنانچہ۔

ا۔ شریعت اقوال پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنے کا نام ہے۔

ب۔ طریقت افعال پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل پیرا ہونے کا نام ہے۔

ج۔ حقیقت احوال پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتبار کرنے کا نام ہے۔

پس مختصر الفاظ میں دین کے ان عناصر اربعہ کو اقرار بر زبان۔ تصدیق بدل۔ عمل بہ تن۔ اور متابعت سنت نبوی کا نام دیا جاتا ہے۔

۱۔ ان چاروں ارکان کی تکمیل سے کسی فرد کا مؤمن مسلمان ہونا متحقق ہو جاتا ہے۔

۲۔ ان چاروں ارکان سے مطلق عاری فرد کا کافر ہونا اظہر من الشمس ہے۔

۳۔ تصدیق بدل سے عاری اور اقرار بر زبان کا حامل فرد منافق ہونا ثابت ہے۔ جس کے بارے میں ارشاد ہوا کہ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔ بے شک منافقین جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے۔

۴۔ اقرار بر زبان اور تصدیق بدل کا حامل اور عمل بہ تن سے عاری فرد فاسق کہلاتا ہے۔

۵۔ اقرار بر زبان، تصدیق بدل، عمل بہ تن تینوں امور کا حامل لیکن متابعت سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عاری وہ بدعتی شمار ہوتا ہے جس کے بارے میں ارشاد نبوی ہوا ان اھل البدع کلاب اھل النار۔ بے شک بدعتی اہل ؟؟ کے کتے ہیں۔

یہ اصولی و ایمانی محکمات تمام اولیائے کرام اور صلحاء عظام کا متفقہ معمول ہیں اور دین اسلام اور مذہب صوفیہ کی اساس ہیں جس کا اعلان سلسلۃ الذہب کی مستند کتابوں مثلاً حضرت شہاب الدین سہروردیؒ کی عوارف المعارف، حضرت ابو نجیب سہروردیؒ کی آداب المریدین اور حضرت شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذخیرۃ الملوک وغیرہ میں موجود ہے۔ یہ ارکان اہل صوفیہ کے ہاں ہمہ وقت قابل عمل توثیق ایمان کے ذرائع کے طور پر مسلم رہے ہیں جو آج بھی صوفیہ نوربخشیہ کے ہاں بصد اہتمام رائج ہے۔

صوفیہ نوربخشیہ کے اصول دین

جیسا کہ کہا جا چکا ہے کہ مسلک صوفیہ نوربخشیہ دین اسلام کی وہ اصلی صورت ہے جو حضور نبی آخرالزمان سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں رائج تھی اور یہ دین مرشدان سلسلۃ الذہب کے پاک وسیلے سے بلا کم و کاست دور حاضر تک پہنچا ہے پس صوفیہ نوربخشیہ اصل دین اسلام ہے اور اس کے اصول دین اسلام کے اصول دین ہیں جن کا مصدر و منبع اللہ تبارک و تعالیٰ کا پاک کلام یعنی قرآن مجید و فرقان الحمید ہے۔ بالفاظ دیگر صوفیہ نوربخشیہ کا اصول دین درج ذیل حکم خداوندی کی تعمیل ہے۔

یا ایھا الذین آمنوا آمنوا باللہ و رسولہ و الکتب الذی نزل علی رسولہ و الکتب الذی انزل من قبل ط و من یکفر باللہ و ملئکتہ و کتبہ و رسلہ و الیوم الآخر فقد ضل ضلالا بعیدا ط

اے ایمان والو تم اللہ اور اس کے رسول پر اور اس کی کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی ہے، ایمان لاؤ اور جس شخص نے خدا، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور روز قیامت کا انکار کیا تو وہ بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

پس قرآن مجید کی رو سے بلا کم و کاست ان پانچ بنیادی عقائد پر ایمان لانا ایمان کی بنیادی شرط ہے۔ حکم خداوندی کا یہ انداز بندے سے مطالبہ کرتا ہے کہ ہر ہر حکم کا جواب اسی انداز میں دیا جائے کہ ہر ہر امر پر لبیک کہا جائے۔ چنانچہ اہل صوفیہ خالق حقیقی کے حکم "آمنوا" کے جواب میں "آمنت" کہتے ہیں بالکل اسی طرح جیسے "اسلموا" کا جواب "اسلمنا" سے، "واعتصموا" کا جواب "واعتصمنا" سے، "صوموا" کا جواب "اصوم" سے "صلوا" کا جواب "اصلی" سے اور "اطیعوا" کا جواب "اطعنا" سے دیا جاتا ہے۔ چنانچہ مندرجہ بالا حکم خداوندی کے جواب میں صوفی نوربخشی اپنے ایمان کا اعلان ان الفاظ میں کرتا ہے۔

آمنت باللہ و ملئکتہ و کتبہ و رسلہ و الیوم الآخر

میں ایمان لایا اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، اور آخرت کے دن پر۔

قابل توجہ بات یہ ہے کہ صرف اہل صوفیہ نوربخشیہ کا کلمہ بنائے ایمان قرآن پاک کی نص صریح سے ثابت ہے اور نہ اس میں زیادتی ہے اور نہ کمی۔ جب کہ دیگر مکاتب فکر کا ایمانی نعرہ افراط و تفریط کا شکار ہے۔ اس موضوع پر نوائے صوفیہ میں تفصیلی بحث مضمون "ایمان کی بنیاد" میں ہو چکی ہے اس لئے یہاں تکرار سے احتراز کیا جاتا ہے اور ہم صوفیہ نوربخشیہ کے فروع دین کی طرف آتے ہیں۔

فروع دین

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ مذہب صوفیہ دین اسلام کی اصل اور صحیح ترین شکل ہے چنانچہ سلسلۃ الذہب کے اولیائے کرام اور مرشدین عظام نے جو فروع دین پیش کئے ہیں وہ بھی قرآن و حدیث سے ثابت ہیں اور افراط و تفریط سے پاک ہیں۔ کلمہ بنائے اسلام کی رو سے

بنی الاسلام علی خمس کلمۃ الشھادتین و صلوات الخمس و صوم رمضان و زکوۃ المال و حج البیت ۝

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے ۔ کلمہ شہادتین ، نماز پنجگانہ ، رمضان کے روزے ، مال کی زکواۃ اور بیت اللہ کا حج ۔
پس فروع دین میں اہل صوفیہ کے عقائد کی پرکار انہی پانچ امور کے گرد گھومتی ہے جو اسلام کی بعینہ وہی صورت ہے جو حیات محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں رائج و مقبول تھی ۔

چہاردہ کلمات مقدسہ

صوفیہ نوربخشیہ کی تعلیمات کا ایک اہم حصہ وہ چودہ کلمات مقدسہ ہیں جن کی تعداد چودہ معصومین کے برابر ہے اور جنہیں بزرگان سلسلہ الذھب اپنے پیروکاروں کی ابدی راہنمائی کے لیے رائج اور ان کے قلوب میں راسخ فرمایا جس کا ایک اہم مقصد شاید یہ تھا کہ مرور ایام کے ساتھ کوئی ترمیم پسند یا بیرونی نقب زن صوفیہ نوربخشیہ کے نظریاتی حصار میں نقب نہ لگا سکے ۔ یہ دلنشین کلمات اہل تصوف کے دلوں کو خوب بھاتے ہیں اور اور عقل و شعور والوں کے لئے کشش کا سامان رکھتے ہیں ۔ انہی ہمات سے مسلک صوفیہ نوربخشیہ کے روشن نظریات کا پتہ چلتا ہے جو درج ذیل ہیں ۔

۱۔ بندۂ خدا
۲۔ ذریت آدمؑ
۳۔ ملت ابراہیمؑ
۴۔ امت محمدؐ
۵۔ دین اسلام
۶۔ کتاب قرآن
۷۔ کعبہ قبلہ
۸۔ متابعت سنت
۹۔ محب علیؑ
۱۰۔ سلسلہ ذھب
۱۱۔ مذھب صوفیہ
۱۲۔ مشرب ہمدانیہ
۱۳۔ روش نوربخشیہ
۱۴۔ مرید مرشد

جن کا مطلب درج ذیل ہے ۔

ہم خدا کے بندے ہیں ۔
ہم حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں ۔
ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت ہیں ۔
ہم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی ہیں ۔
ہمارا دین اسلام ہے ۔
ہماری کتاب قرآن مجید ہے ۔
ہمارا قبلہ کعبہ شریف ہے ۔
ہم سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیروکار ہیں ۔
ہم حضرت علی علیہ السلام کے حقیقی محب ہیں ۔
ہم اولیائے مرشدین اور ائمہ کرام سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک یداً بید بالاتصال پہنچنے والے روحانی سلسلے کو تھامنے والے ہیں ۔
ہمارے مذہب کا نام صوفیہ ہے ۔
ہمارا روحانی مشرب ہمدانیہ ہے ۔
ہمارا مسلک نوربخشیہ ہے ۔
ہم مرشد کامل کے ارادت مند ہیں ۔

یہ چودہ روحانی نعرے صوفیہ نوربخشیہ کی صورت معنوی کا آئینہ ہیں ۔ یہ روحانی نعرے مرید شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ اسحاق ختلانی کے دور مبارک سے رائج وظائف کا ایک حصہ ہے (کیونکہ خواجہ اسحاق غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نوراللہ مرقدہ کے مرید بھی ہیں اور مرشد بھی ہیں)۔

حضرت میر شمس الدین عراقی جو سلسلہ نوربخشیہ کی ایک اہم کڑی ہیں ان چہاردہ کلمات مقدسہ کا ورد جاری رکھنے کی تاکید کرتے تھے ۔ یہ تعلیمات ان عظیم بزرگوں کا ورثہ ہیں جن کو مکاشفات اور مشاہدات نیز مغیبات علمی و آثاری سے خوب واقفیت حاصل تھی جن کا شیوہ لوگوں کو نافرمانی سے اطاعت کی طرف ، ظلمت سے ہدایت کی طرف ، نفسانیت سے روحانیت کی طرف اور غفلت سے بیداری اور ذکر و فکر کی طرف لانا تھا ۔ ایسی ہستیوں میں شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور کمالات سے کون واقف نہیں ۔ آپ نے چودہ سو اولیائے کرام کی صحبت پائی اور ان سب سے کسب فیض کیا ۔ آپ کے بعد نمایاں ترین نام موسس سلسلہ نوربخشیہ غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نوراللہ مرقدہ

کا ہے جو بیک وقت پچاس صاحب حال دیسوں کو ایصال فیض کرتے تھے۔ یہ مسلک انہی بزرگوں کی وراثت ہے۔

نوربخشی نظریات میں یہ اعتقاد رکھنا بھی واجب ہے کہ اولیاء اللہ انبیاء علیم السلام کے وارث ہیں کیونکہ وہی وہ علمائے ربانی ہیں جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا العلماء ورثۃ الانبیاء علماء انبیاء کے وارث ہیں یہ وہ بزرگ ہستیاں ہیں جن کی تعداد امت محمدیہ میں تین لاکھ سے متجاوز ہیں اور دنیا ایک لمحہ بھی ان کی برکات سے خالی نہیں ہوتی۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے لولا الابرار لھلک الفجار اگر نیک لوگ نہ ہوتے تو بدکار ہلاک ہو جاتے۔

نظریاتی تعلیمات کے حسین گوشے

چودہ کلمات مقدسہ پر غور و خوض کرنے سے صوفیہ نوربخشیہ کی نظریاتی تعلیمات کے کئی حسین گوشے پیش نظر آ جاتے ہیں اور معلوم ہو جاتا ہے کہ صوفیہ نوربخشیہ تمام عالم ادیان سے ممتاز اور اعلیٰ وارفع مقام کا حامل مسلک ہے۔ ذیل میں ہم ان دلکش پہلوؤں کا اجمالی جائزہ لیتے ہیں۔

۱۔ مذہب کا نام

پہلا حسین پہلو مذہب کا نام ہے۔ چودہ کلمات مقدسہ کے ضمن میں ہر صوفی اس حقیقت کا اظہار واعلان کرتا ہے کہ ہمارا دین اسلام ہے، ہماری کتاب قرآن ہے، ہمارا قبلہ کعبہ ہے ہم سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے والے ہیں، ہم حضرت علی علیہ السلام کے حقیقی دوست دار ہیں، ہمارا روحانی سلسلہ "سلسلۃ الذہب الصوفیہ" ہے۔ "ہمارے مذہب کا نام صوفیہ ہے"۔ ہم شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے مشرب سے عشق وفنا کی شراب پینے والے ہیں اور غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نوراللہ مرقدہ کی فقہی اور اصولی نیز نظریاتی تعلیمات کی روشن روش پر چلنے والے ہیں۔

پس ان تعلیمات کے سامنے ہمیں تقلید کی لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نوراللہ مرقدہ کا ارشاد گرامی ہے ان مذھبی الصوفیہ اور اس طرف حضرت قاضی نوراللہ شوستری نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف "مجالس المومنین" میں اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے "سید محمد نوربخش از اکابر صوفیان است" یعنی سید محمد نوربخش اکابر صوفیا میں سے ہیں۔ تمام اہل دانش و بینش کا اس بات پر اتفاق چلا آتا ہے کہ سلسلہ عالیہ نوربخشیہ ایک صوفی سلسلہ ہے جو اسلام کے دو بڑی متحارب جماعتوں کے درمیان احوط اور معتدل راستہ ہے۔ اس مسلک کی تعلیمات کو سلسلۃ الذہب کے عظیم پیشوا غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نوراللہ مرقدہ نے شریعت محمدیہ کما کانت فی زمانہ من غیر زیادۃ او نقصان کے تحت پیش کیا۔ نوربخشی تاریخ میں آپ کے بعد کوئی شخص ایسا جامع کمالات نہیں گزرا اور اصول و فروع میں شرح و بسط سے کام لینے والا ان سے کوئی بڑھ کر نہ ہونے کی وجہ سے جو علمی، عرفانی، اعتقادی اور نظریاتی روشن آپ کی روشن تعلیمات نے عطا کی اس کے حامل لوگوں کا نام صوفیہ نوربخشیہ متعین ہوا۔

۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں

صوفیہ نوربخشیہ کی نظریاتی تعلیمات کا دوسرا حسین ترین گوشہ نوربخشیہ کی رواداری اور تمام کلمہ گو اہل ایمان کے ساتھ حسن ظن ہے۔ چنانچہ اس نکتے کی وضاحت کرتے ہوئے غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نوراللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ "صاحب تمیز کے لئے مناسب ہے کہ وہ کسی ایسے مسئلے کے بارے میں رائے زنی کی جسارت نہ کرے جس پر امت اسلامیہ کا اتفاق نہ ہو اور نہ ہی وہ کسی ایسے مسئلے کے بارے میں لب کشائی کی جسارت کرے جس کی حقیقت کو وہ یقینی طور پہچان نہ سکتا ہو بلکہ وہ ایسے معاملے کی تحقیق کے سلسلے میں ایسی شخصیت کی طرف رجوع کرے جو (درج ذیل اوصاف کی حامل ہو

۱۔ عالم ربانی ہو۔
۲۔ عارف صمدانی ہو۔
۳۔ بے لوث عمل کرنے والا ہو۔ (اور ریاکار نہ ہو)
۴۔ قابل تعریف اخلاق (اخلاق حمیدہ) کا مصداق ہو۔

۵۔ قابل مذمت اخلاق (اخلاق ذمیمہ) سے بری ہو۔

۶۔ نفسی رجحان کا شکار (یعنی ذاتی پسند اور ناپسند پر اکڑنے نہ ہو)

۷۔ کام چور غضبانی نہ ہو۔

۸۔ ظاہری احوال کی قید میں بند نہ ہو۔

۹۔ رسمی معاملات کی تقلید کرنے کی وجہ سے عصبیت کا شکار نہ ہو (یعنی شخصی تقلید پر مصر نہ ہو بلکہ تحقیق کی اہمیت کا قائل ہو۔)

یقیناً مندرجہ بالا اصول کی پابندی کرنے والا راست فکر کا حامل اور وسیع ظرف کا مالک ہو گا جو بلا تحقیق کسی کلمہ گو کو کافر کہنے کی جسارت نہیں کرے گا۔ چنانچہ اس پہلو پر واشگاف الفاظ میں زور دیتے ہوئے غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نور بخش قہستانی نور اللہ مرقدہ نے فرمایا۔

والذی آمن باللہ و ملئکتہ و کتبہ و رسلہ و الیوم الآخر ---------- ان من لا یعتقدہ فھو کافر ھذہ عقیدۃ الجھال

(الفقہ الاحوط۔ باب الصلوٰۃ ص ۱۱۸)

ترجمہ

"جو شخص اللہ پر اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور وہ کہتا ہو کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں اور (وہ کہتا ہو کہ) میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور وہ نماز قائم کرتا ہو اور مال دار ہونے کی صورت میں زکوٰۃ دیتا ہو، ماہ رمضان کے روزے رکھتا ہو اور استطاعت رکھنے پر بیت اللہ شریف کا حج کرتا ہو تو کسی بھی مسلمان شخص کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ ایسے شخص کو کسی ایسی چیز کی بنا پر کفر سے منسوب کرے جس کا وہ عقیدہ رکھتا ہو

اور (حالانکہ) وہ معاملے کی حقیقت کو نہ جانتا ہو اور یہ گمان کرتا ہو کہ جو شخص (فلاں) اس چیز کا عقیدہ نہ رکھے وہ کافر ہے تو ایسا عقیدہ جہالت کے شکار حضرات کا عقیدہ ہے۔" الحمد للہ غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نور بخش قہستانی نور اللہ مرقدہ کے اس مکمل دو ٹوک فیصلے سے اسلام میں کفر و شرک کی فتویٰ سازی کرنے والی فیکٹریاں ہمیشہ کے لئے بند ہو گئی ہیں اور جملہ عالم اسلام کو دعوت اتحاد و اتفاق ملی ہے۔ پس صوفیہ نور بخشیہ ہے کہ اہل نور بخشیہ کے لئے اپنے سلسلہ عالیہ کے کسی عارف کی نظریاتی اساس کا دوسرا حسین ترین گوشہ دعوت اتحاد بین المسلمین ہے۔

۳۔ تحقیقی و علمی مسلک

تیسرا خوبصورت پہلو یہ ہے کہ مسلک صوفیہ نور بخشیہ میں تقلید ی یعنی کسی مخصوص شخصیت کی اندھی تقلید کا حکم نہیں ہے لیکن خود مجتہد اعظم غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نور بخش قہستانی نور اللہ مرقدہ اجتہاد کا دروازہ کھلا رکھنے کے قائل ہیں۔ وہ تقلید کی بجائے تحقیق پر زور دیتے ہیں لیکن خود اہل تحقیق کا جمیع صفات کمالیہ کا حامل ہونا ضروری ہے۔ سیاق و سباق سے پتہ چلتا ہے کہ شاہ سید علیہ الرحمہ نے جو فروعات اور اصول عقائد مرتب کئے ہیں تمام کے تمام ظن و گمان سے پاک اور یقین اور حتمی فتوؤں سے معمور ہیں جن کی رو سے زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کو بلا کم و کاست پیش کیا گیا ہے جو کہ حلال محمد حلال الی یوم القیامۃ حرام محمد حرام الی یوم القیامۃ کا مصداق ہے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلال قرار شدہ قیامت تک حلال اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حرام قرار شدہ قیامت تک حرام ہے۔ اور یہ مجموعہ شریعت محمدیہ "الفقہ الاحوط" کی صورت میں اہل عالم کی رہنمائی کے لئے آب و تاب کے ساتھ ہمارے درمیان موجود ہے۔ ان کے علاوہ اختلافی مسائل میں جن پر عالم اسلام کا اتفاق نہ ہو کسی عالم ربانی اور عارف صمدانی سے جو تمام اوصاف کاملہ سے متصف ہو رہنمائی حاصل کر کے مسئلے اصل رخ کی شناخت ذہن نشین کر سکتے ہیں۔ لیکن آپ کے فتاویٰ میں ترمیم و اضافہ کی گنجائش اس لئے نہیں کہ یہ وہ اصل شریعت محمدی ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں مکمل اور مستحکم ہو چکی تھی۔ اگر اس پہلو کا نام تقلیدیت ہے تو اہل صوفیہ کو ایسی تقلید پر فخر ہے جو دراصل خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک احکامات کی تقلید ہے۔ مندرجہ بالا بحث سے معلوم ہوتا کامل صاحب ارشاد مرتاض ماہر اور مرشد کی پیروی کرنا بھی ضروری ٹھہرتا ہے تاکہ شریعت محمدیہ کی صحیح تفہیم میں دھوکہ نہ کھائیں۔ لیکن حضرت میر مختار اخیار شرف الاخیار کے بعد کسی فرد میں جملہ کمالات صوری و معنوی جمع ہوتے نظر نہیں آئے اس لئے فی زمانہ ہمیں ان عالی مرتبت بزرگوں سے بڑھ کر دیدہ دلیری نہیں کرنا چاہئے جیسا کہ بعض عناصر کے ذہن میں یہ بات رسوخ کی حد تک بیٹھ گیا ہے۔

ادب تصوف (گزشتہ سے پیوستہ)

سلوۃ العاشقین وسکنۃ المشتاقین

شیخ علاؤالدولہ سمنانی

عبادت اور ذکر الٰہی

اس راہ کے طالبوں کو چاہیے کہ اس راہ کی تربیت شیخ کی صحبت اور خلوت میں رہ کر مجاہدہ کے ذریعے طلب کرے۔ ترک (لذات) دنیا کرنے، مراتب دنیا سے منہ موڑنے، دنیا والوں کی صحبت چھوڑنے اور ابنائے جنس کے ساتھ میل جول ترک کرنے کی کوشش کرے۔ ان (مقاصد کے حصول) کے لئے جھگڑا، مباحثہ، قیل وقال اور شہروں اور زیارتوں (کے سفر) کے طریقے اختیار نہیں کرنے چاہئیں اور جاننا چاہئے کہ ذکر سے واقعہ پیش آئے گا۔ وجہ یہ ہے کہ اس سے طالبان حق میں شوق اور عشق بڑھ جاتا ہے۔ اگرچہ واقعہ بیان کرنے سے سالک کو نقصان پہنچتا ہے کیونکہ وہ ہمیشہ اسی (کشش وپیچ) میں رہتا ہے کہ میں اس واقعہ تک پہنچا ہوں یا نہیں "اگر اس کے لئے فتوحات کے دروازے دیر سے کھلیں تو وہ قبض (تنگی) کا شکار ہو جاتا ہے (اور سمجھنے لگتا ہے) کہ میں اس مقام کو نہ پہنچ سکوں گا اور مجھے وہ (مرتبہ) میسر نہ ہو سکے گا۔

طالب کو چاہئے کہ اس کا مقصد بندگی حق کے سوا کچھ نہ ہو۔ وہ جانتا ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا

وما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون (الداریات ۵٦)

میں نے جن اور انس کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور افضل ترین عبادت کے بارے میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا ہے (کہ وہ ذکر الٰہی ہے۔) اس میں مشغول رہے اور ذکر ترک کرنے میں اپنا نقصان جانے نہ کہ کسی واقعہ کے نہ دیکھنے (کے غم میں رہے۔) اور مرید کو اپنا درجہ مداومت ذکر میں جاننا چاہئے نہ کہ انوار کے مشاہدے میں تاکہ جلدی انشاء اللہ مردوں کے مقام اور دارجلال تک پہنچ جائے۔

مسلمان بھائی کی اعانت

نیز اس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ایک مسلمان بھائی کی مدد کرنے سے طالبان حق میں شوق پیدا ہوتا ہے اور ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ مسلمان بھائی کی اعانت کی فضیلت بہت ہے۔ چنانچہ سرور مخلوقات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

ان اللہ تعالی فی عون العبد مادام العبد فی عون اخیہ المسلم

اللہ تعالیٰ بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔

اس باب میں ہم ایک واقعہ پیش کرتے ہیں جو شیخ رضی الدین علی لالا رضی اللہ عنہ کو پیش آیا تھا تاکہ جان لے کہ کسی کی اعانت میں ثابت قدمی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ یہ درجہ عطا فرماتا ہے۔ اگر کسی مستحق بھائی کی اعانت کرے تو کیسا رہے گا؟

شیخ (رضی الدین علی لالا) فرماتے ہیں کہ میں ایک بستی میں تھا۔ ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا اور کہا کہ میرے بھائی کو کسی نے پکڑ لیا ہے۔ شیخ کو فریاد رسی کرنی چاہئے۔ شیخ اسی وقت اٹھ کر روانہ ہوئے۔ ناگاہ بادل چھا گیا اور رات ہو گئی۔ زبردست برف باری ہوئی نیز یہ بھی واضح ہوا کہ راستہ گم ہو گیا اور آپ تاریکی میں پھنس گئے ہیں۔ پس آپ اللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور مناجات کی۔ ناگاہ عصا کی نوک سے ایک نور پیدا ہوا جس کی روشنی میں دور دور تک راستہ نظر آنے لگا اور آپ اس روشنی میں راستہ طے کرتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور وہ نور غائب ہو گیا۔ اس دوران آپ کو بہت سے فائدے پہنچے جن کی تشریح سے بات طویل ہو جائے گی۔

پس چاہئے کہ ہر حال میں مسلمان بھائی کی اعانت کیلئے کمربستہ رہے اور اس سلسلے میں کوئی تقصیر نہ کرے۔ یہ جو خانقاہیں بنائی گئی ہیں اور درویشوں کے لئے انہیں تیار کیا گیا ہے وہ اسی (اعانت کی) غرض سے ہیں تاکہ اگر کوئی اس کام میں قیام نہ کر سکتا ہو تو جب ایسے درویش لباس، طعام اور مکان وغیرہ سے

بے نیاز ہو جائیں تو وہ بھی ان کے ثواب (کے کاموں) میں داخل ہوں گے کیونکہ وہ ان کا دوست ہے اور (قیامت کے دن) ان کے ساتھ اٹھائے جائیں گے کہ

المرء مع من احب

آدمی اسی کے ساتھ ہوتا ہے جس کو وہ چاہتا ہو۔

یہ ایسے لوگوں کے حق میں ہے کہ وہ خود درویش نہ ہوں البتہ ان کا دوست دار اور محب ہو پس جتنی ہو سکے کوشش کرے اور دیکھے کہ کیسے مرتبے اور کیسے مقامات پاتے ہیں؟

از کمال حال ایشان بی خبر باشد ملک
وز سلوک و نطق ایشان بی اثر باشد فلک

نہ مکان ان کے طیران اور سلوک سے آگاہ ہوتے ہیں اور نہ زمان کو ان کا مقام "مقعد صدق" ہونے کا علم ہوتا ہے۔ نہ یہاں "جو چکھتا ہے وہ جانتا ہے" کا اثر اور نہ "جو پہنچا اس نے جانا" کا نشان کیونکہ یہاں معاملہ یوں ہے کہ) جو (حقیقت تک) نہ پہنچا وہ اس لئے نہ پہنچا کہ وہ اس راستے پر چلا ہی نہیں۔ جو اس راستے پر چلا نہیں وہ اس لئے نہ چلا کہ اس کو راستہ معلوم ہی نہ تھا جو بزرگوں کی صحبت نہیں رکھتا اس کا سبب یہ ہے کہ وہ ان کی محبت اور ارادت سے محروم تھا۔ جس پر ان کا حسن ظن کرامت ہوا وہ سعادت اسی کی بنا پر ملی اور جو اس سے محروم رہ گئے سعادت کے دروازے اس پر بند ہو گئے اور وہ نعوذ باللہ بدبختی میں رہ گیا۔ چنانچہ علمائے دین سے علم شریعت ان کے حق میں حسن ظن کے سوا کچھ نہیں پڑھاتا۔

مشائخ صوفیہ سے حسن ظن

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی درگاہ تک رسائی، کرامت و قربت کے لئے مشائخ طریقت سے حسن ظن کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔ بزرگ مقامات کا بیان مثلاً فرشتوں کا دیکھنا، ان سے گفتگو کرنا، ان کی بات سننا، ان کے ساتھ رہنا، بہشت دیکھنا، دوزخ دیکھنا، مقربان حق کے مراتب دیکھنا، جن و شیاطین دیکھنا، ملک و ملکوت کے اسرار سے واقف ہونا، ضمیر سے مطلع ہونا، مکالمہ حق جل جلالہ کی حقیقت سے سرفراز ہونا، رویت حق سے مکرم ہونا، زمان و مکان کے ساتھ مخصوص اسرار کی اطلاع پانا، مثلاً آسمان، زمین، عرش، کرسی، لوح، قلم، حقیقت اسم اعظم، صلوٰۃ الوسطیٰ شب قدر، شب برات، شب جمعہ، روز جمعہ، شب عرفہ، عید اور عاشورا کے ساتھ مخصوص اسرار سے واقف ہونا، مکہ، حرم کعبہ، حجر اسود، مقام ابراہیم، آب زمزم، مدینہ، قدس، مسجد اقصیٰ، صخرہ وغیرہ کے اسرار سے آگاہ ہونا ان سب کے بارے میں بزرگان صوفیہ سے حسن ظن رکھے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے جود و کرم سے ہمیں اور تمہیں یہ سب روزی عطا فرمائے۔

حضرت شیخ رضی الدین علی لالا قدس اللہ سرہ نے جو دعا کی

خداوندا تیرے کرم کا واسطہ،

تھی اسے بطور تبرک لکھ دیا جاتا ہے

ہر بھلائی جو تو اپنے دوستوں کو عطا فرماتا ہے ہمیں اور ہمارے دوستوں کو بھی عطا فرما۔ تیری الوہیت کا واسطہ ہماری اور ہمارے دوستوں کی دین و دنیا میں تمام بلاؤں، ناکامیوں، فتنوں اور نامرادیوں سے حفاظت فرما۔ تیرے قدیم احسان کا واسطہ تمام بدکاروں، فاسقوں اور مفسدوں کو توبہ نصوح کرامت فرما

اور ان کے گناہوں کو نیکی میں تبدیل فرما۔ تمام بدعتیوں کو راہ راست دکھادے۔ تمام کافروں کو مسلمانی ارزانی فرما۔ جس نے اس ضعیف کے حق میں برائی کی ہو اسے معاف فرما اور اس کا مواخذہ نہ فرما اور اس کو توبہ کی توفیق عطا فرما۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے اور اے سب سے زیادہ مہربانی فرمانے والے (آمین)

اے درماندوں کے دستگیر ہم پیچھے رہ جانے والے ہیں ہماری دستگیری فرما۔ اے بے چاروں کے فریاد رس ہم بے چارے ہیں ہماری فریاد رسی فرما۔ اے بے کسوں کو نوازنے والے ہم بے کس ہیں ہمیں (اپنی نعمتوں سے) نواز دے۔ اے مظلوموں کی دعا سننے والے ہم مظلوم ہیں ہماری دعا سن لے اور اے بیقراروں کی دعا قبول کرنے والے ہم بے قرار ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل کا واسطہ ہماری دعا قبول فرما۔ (آمین)

(جاری ہے)

فکر و نظر

فرقہ واریت قرآن و حدیث کی روشنی میں

جی - ایچ معروفی

فرقہ واریت کا زہر ملت اسلامیہ کے رگ و پے میں سرایت کر چکا ہے۔ جس کے باعث تحمل اور بربادی کی جگہ تشدد، ضد اور انا پرستی نے لے لی ہے، تقدیر سازی کی بجائے تکفیر سازی رواج پا گئی ہے اور رواداری کی بجائے ہٹ دھرمی کو فروغ ملا ہے فروعی اختلافات کو اصولی اختلاف کا درجہ دینے کے نتیجے میں مختلف مکاتب فکر اپنی اپنی جگہ مستقل دین بن گئے ہیں اور ہر

جماعت نے اپنی ڈیڑھ اینچ کی مسجد الگ بنالی ہے۔ ہم جس دین کے پیرو ہیں وہ محبت اور رواداری کا دین ہے جس کے جھنڈے تلے مختلف رنگوں، نسلوں، زبانوں اور نظریات کے حامل لوگ ایک ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام نے خطوں، علاقوں اور قومیتوں کے فاصلوں کو مٹا کر لاکھوں کروڑوں انسانوں کو ایک امت واحدہ میں سمو دیا لیکن بد قسمتی سے اس کی امت ہونے کے دعوے دار اہل اسلام نور اور بشر، مقلد و غیر مقلد، سماع و عزاداری وغیرہ جیسے فروعی مسائل پر ایک دوسرے سے دست و گریبان نظر آتے ہیں۔ ہمارے گرد و پیش میں جو حالات و واقعات تیزی سے رونما ہو رہے ہیں وہ اس بات کی غماز ہیں کہ امت مسلمہ کے انتشار اور ابتری کا اصل سبب یہی فرقہ واریت ہے۔ امت مسلمہ کے افراد ایک خدا، ایک رسول، ایک کتاب اور ایک قبلہ کے حامل ہونے کے باوجود ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں۔ ہر فرقہ خود کو محض مسلم کہلانے سے گریزاں ہے اور اپنے خود ساختہ امتیازی نام پر نازاں نظر آتا ہے۔ ایسے میں ایک فرقے کے پیروکار دوسرے فرقے کے قابل احترام ہستیوں کے حق میں سب و شتم اور نفرت انگیز خیالات کے اظہار سے بھی گریز نہیں کرتے حالانکہ یہ رویہ روح اسلام کے سراسر منافی ہے۔ ذیل میں ہم قرآن و حدیث کی رو سے اس حقیقت کی وضاحت کریں گے کہ فرقہ پرستی کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔

ارشادات خداوندی

سورہ انعام میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

ان الذین فرقو دینھم و کانو شیعا لست منھم فی شیئی انما امرھم الی اللہ ثم ینبئھم بما کانو ایفعلون

بے شک جنہوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور شیعہ یعنی گروہ گروہ ہو گئے آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے پھر وہ انہیں ان کے طرز عمل سے (خود) آگاہ کرے گا۔

من الذین فرقوا دینھم و کانو شیعاً کل حزب بما لدیھم فرحون

اور مشرکوں سے نہ ہو جنہوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور گروہوں میں بٹ گئے۔ ہر گروہ اپنے طریقہ پر نازاں ہے۔

سورہ شوریٰ میں فرمان خداوندی ہے۔

شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحاً و الذی اوحینا الیک و ما وصینا بہ ابراھیم و موسی و عیسی ان اقیمو الدین و لا تتفرقو افیہ

اللہ نے تمہارے لئے دین کی وہ باتیں مقرر کی ہیں جن کا حکم اس نے نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دیا تھا کہ دین کو قائم رکھو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔

سورہ آل عمران میں فرقہ بندی کو عذاب الٰہی کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

و لا تکونوا کالذین تفرقوا و ختلفوا من بعد ما جاءھم البینت

ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو کئی فرقوں میں بٹ گئے اور اللہ کے واضح احکامات آنے کے بعد اختلافات کا شکار ہو گئے ایسے لوگوں کے لئے بڑا عذاب ہے۔

پھر ارشاد ہوا۔

وان الذین اورثوا الکتب من بعدی ھم لفی شک منہ مریب

بے شک جنہیں کتاب کا وارث بنا دیا گیا وہ سخت شک میں مبتلا ہیں۔

مذکورہ آیات میں اس حقیقت کا واضح اعلان موجود ہے کہ محض نفسانیت، حسد و عداوت، نسل پرستی اور مفاد پرستی کی بنا پر مختلف مذاہب اور مکاتب نے جو الگ الگ مورچے بنالیے ہیں وہ منشائے خداوندی کی صریح خلاف ورزی ہے۔ اس کے نتیجے میں بعد میں آنے والی نسلیں عجیب و غریب دھوکے اور شکوک و شبہات میں پڑ گئیں اور ان کا سکھ چین عنقا ہو گیا۔ الغرض فرقہ واریت بذات خود ایک عذاب ہے جس کا اظہار سورہ انعام کی آیت نمبر ۶۵ میں ہوا کہ "اے پیغمبر کہہ دیجیے وہ اللہ اس بات پر قادر ہے کہ تم پر اوپر سے عذاب بھیجے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا تمہیں مختلف فرقے بنا کر باہم لڑادے۔" پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی برکت سے آسمان و زمین کی آفات سے امت مرحومہ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اجتماعی تباہی اور عذاب سے تو محفوظ کر دیا مگر تفرقہ بازی کے داخلی عذاب سے افراد امت باہمی جنگ و جدل اور خونریزی سے نہیں بچ سکیں گے اسی لئے رب العالمین نے تفرقہ بازی سے باز رہنے کا واضح حکم دیا ہے۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً و لاتفرقوا

اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھام لو اور تفرقے میں نہ پڑو۔

سورہ انفال میں کہا گیا ہے کہ باہمی اختلاف و نزاع اور تفرقہ سے قومی وقار مجروح ہو جاتا ہے اور اہل ایمان کا رعب و دبدبہ ختم ہو جاتا ہے اور وہ دشمنوں کے لئے لقمہ تر بن جاتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوا

"اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ تم کمزور ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔"

فرقہ واریت اور احادیث نبویؐ

سرور دوعالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تفرقہ بازی اور گروہ بندی کی سخت ممانعت فرمائی ہے اور اپنی امت کو ہدایت کی ہے کہ ہر ایک دوسرے کو اپنا بھائی سمجھیں اور ایک دوسرے کے دکھ درد کے شریک بنیں۔ اس سلسلے میں وارد ہونے والی متعدد احادیث میں چند کا معنی و مفہوم درج ذیل ہے

۱۔ "جس نے تفرقہ بازی کی وہ ہم میں سے نہیں۔"

۲۔ "جو شخص وحدت اسلام کی وحدت اور شیرازہ بندی کو منتشر کرنے کے لئے قدم اٹھائے اس کا سر قلم کر دو۔"

۳۔ اس مذموم اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے جس کے بارے میں قرآن مجید نے "الفتنۃ اشد من القتل" کا فیصلہ صادر فرمایا ہے آپؐ نے فرمایا

"تم سے پہلی اقوام اسی اختلاف کے باعث ہلاک ہوئیں جنہوں نے کتاب اللہ کے احکام کو بعض دوسرے احکام سے ٹکرایا حالانکہ کتاب اللہ اس طرح نازل ہوئی کہ اس کے تمام حصے ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں۔"

۴۔ "مسلمانوں کی مثال ایک مضبوط عمارت کی سی ہے جس کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کو تقویت دیتی ہے۔"

۵۔ "مسلمان قوم کی مثال ایک جسم کی ہے کہ اگر ایک عضو میں تکلیف ہو جائے تو سارا جسم بے چین اور بے قرار ہو جاتا ہے۔"

۶۔ "مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان کے شر سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔"

خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن و حدیث کی رو سے اہل اسلام کا فکری اور مسلکی اختلاف کی بنیاد پر ایک دوسرے کے خلاف مورچہ بند ہو کر قتل و قتال جائز نہیں ہے اور یہ فرقہ واریت اسلام کے آفاقی پیغام کو محدود کرنے کی ایک مذموم کارروائی ہے

(جاری ہے)

بواعلی صاحب کے ملفوظات

شاہد حسین سرگیب بی ۔ اے

مولانا علی صاحب جو بواعلی کے نام سے مشہور ہیں ، بلتستان کے علاقہ خپلو کے ایک پہاڑی گاؤں غربوچنگ کے رہنے والے ہیں ۔ یہ ایک صحت افزا مقام ہے اور شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعمیر کردہ مشہور خانقاہ چقچن سے کچھ بلندی پر واقع ہے ۔ بواعلی صاحب کی عمر ۸۸ برس ہے ۔ گاؤں کے امام ہیں اور اپنا زیادہ وقت عبادت و ریاضت میں بسر کرتے ہیں ۔ بلند برف پوش پہاڑ کی ترائی میں ایک سنگلاخ چٹان ہے جس کی بلندی کئی ہزار فیٹ ہے اس چٹان کے اوپر ایک قدیم مسجد کے آثار ملتے ہیں ۔ اس مسجد کو تھوری کھر کی مسجد کہتے ہیں اور یہ بواعلی صاحب کے گھر کے نزدیک واقع ہے ۔ گزشتہ موسم گرما میں راقم الحروف اور نوائے صوفیہ کے فوٹو گرافر غلام حیدر صاحب نے جب علاقہ خپلو کا دورہ کیا تو اس مسجد اور اس بزرگ کی کشش ہمیں اس بلند پہاڑی علاقے میں لے گئی ۔ یہاں ہم نے مسجد تھوری کھر کا دورہ کرنے کے علاوہ بواعلی صاحب کی یادوں اور تجربات سے بھی استفادہ کیا ۔ ذیل میں بواعلی صاحب کی باتیں ہم انہی کے الفاظ میں نذر قارئین کرتے ہیں ۔

"میں نے اپنی ابتدائی تعلیم علاقہ کھلو کے عالم دین بواعلی موسیٰ صاحب سے حاصل کی ۔ بعد ازاں خپلو کے بوا محمد صاحب کے آگے بھی زانوئے تمذ تہہ کیا ۔ ان علما سے میں نے بنیادی دینی تعلیم کے علاوہ گلستان و بوستان سعدی ، درۃ الغافلین ، فقہ ، حامل الحوال جیسی کتابیں پڑھیں ۔ ان دنوں قرآن حدیث ، فقہ اور تفسیر کے علاوہ دیگر تمام کتابیں فارسی کی مروج تھیں ۔ علم اور تقویٰ کے اعتبار سے میں بوا مختار صاحب اور بوا محمد صاحب سترونپی سے بہت متاثر رہا ہوں لیکن ان دونوں سے بھی زیادہ دلچسپ شخصیت بواسید المعروف غوث بواسید کی تھی ۔ وہ ایک درویش صفت بزرگ تھے اور خستہ حالی کے باعث لوگ انہیں چھیڑتے اور ان سے بدسلوکی بھی کرتے تھے ۔ ان کی روحانی عظمت کا علم اکثر لوگوں کو ان کی وفات کے بعد ہوا ۔ اور ان کی کئی کرامات کا لوگوں میں شہرہ ہوا جن میں سے کچھ آپ کو سناتا ہوں ۔

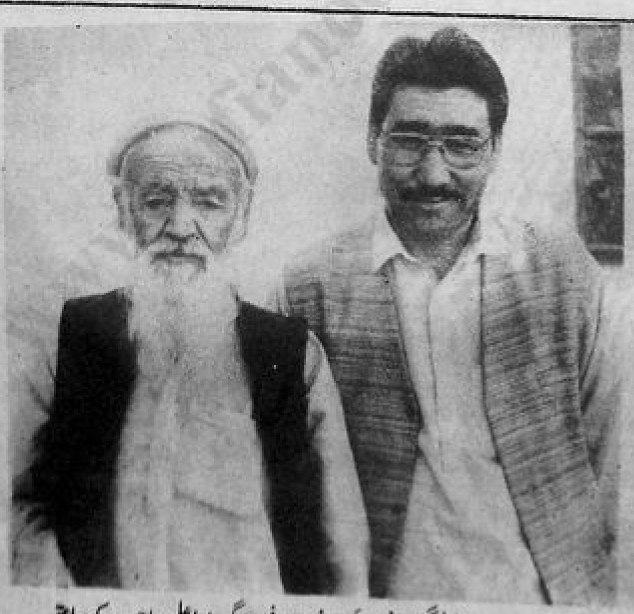
ایک دفعہ بواسید پا دریا پار کرنے کے لئے زخ (کشتی) کے انتظار میں تھے ۔ جبکہ زخ بان مقامی تحصیلدار صاحب کی خدمت میں مصروف تھے اور زخ پر بھی پر تحصیلدار اور ان کے کارندوں کو بٹھایا جبکہ بواسید پا کو اگلی باری کا انتظار کرنے کو کہا زخ جب دریا کے دوسرے کنارے سے جا لگا تو کیا دیکھتے ہیں کہ بواسید صاحب پہلے ہی دریا پار پہنچ چکے ہیں اور کچھ فاصلے پر ظہر کی نماز ادا کر رہے ہیں ۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ گرمیوں میں دریا کا پاٹ کئی میل تک بھی چوڑا ہو جاتا ہے اور ان دنوں اس کو عبور کرنے کے لئے ایک واحد ذریعہ یہی قدیم زخ تھا نہ کوئی پل تھا نہ کوئی کشتی ۔

چقچن مسجد کے اخوند غلام نے ایک بار مجھے بتایا کہ ایک رات جب وہ سوئے ہوئے تھے تو ان کی آنکھ اچانک کھل گئی ۔ دیکھا کہ ہر طرف صبح صادق کا اجالا پھیل رہا ہے ۔ وہ بہت گھبرائے کہ صبح کی نماز باجماعت کے لئے مسجد بروقت پہنچنا بہت مشکل ہے ۔ اس گھبراہٹ میں بسرعت وضو کر کے مسجد پہنچے تو مسجد کا دروازہ بند پایا مگر اندر روشنی تھی ۔ انہوں نے روشن دان کھولا تو کیا دیکھا کہ کئی نورانی چہرے والے لوگ سروں پر سفید چادریں باندھے بواسید کی امامت میں نماز ادا کر رہے ہیں ۔ ان کا دیکھنا تھا کہ وہ سب لوگ اچانک نظروں سے اوجھل ہو گئے ۔ بواسید اکیلے رہ گئے اور جب اخوند غلام سے ان کا سامنا ہوا تو انہوں نے اخوند صاحب سے ناراضی کا اظہار کیا کہ تم بے وقت مخل ہوئے اور تمہاری وجہ سے یہ سب لوگ بھاگ گئے ۔ اخوند غلام اپنے گھر کی جانب واپس ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ابھی رات کا اندھیرا باقی ہے ۔"

مسجد تھوری کھر کے بارے میں بواعلی صاحب نے فرمایا کہ جن دنوں وہ خپلو بالا کے مدرسے میں پڑھاتے تھے انہوں نے

سید معاذالدین صاحب کے پاس ایک رسالہ دیکھا جو فارسی اشعار کا مجموعہ تھا وہ رسالہ جناب میر مختار اخیاز کی تصنیف تھا۔ ایک شعر اس میں مسجد تھوقسی کھر کے بارے میں بھی تھا جس کا ترجمہ یہ تھا۔ "مسجد تھوقسی کھر کی بنیاد امیر کبیرؒ نے رکھی، وہاں ظلمت ہے مگر آب حیات بھی۔" مسجد کی تاریخ کے بارے میں اپنی تحقیق بواعلی صاحب نے یوں بیان کی کہ جب جو بہرام پر گلگت والوں نے حملہ کیا تو اس نے اس پہاڑ پر موجود قلعے میں پناہ لی۔ سارا خپلو تو فتح ہو گیا مگر تھوقسی کھر قلعہ فتح نہ ہو سکا۔ جو قلعہ بند تھا اور پانی اور رسد کی کمی نہ تھی۔ میر مختار نے جو اپنے شعر میں آب حیات کا ذکر کیا ہے وہ اسی قلعے کے لئے دستیاب پانی ہے جس تک پہنچنے کا راستہ نہایت خطرناک اور دشوار گزار تھا اس لئے اسے ظلمت سے تشبیہ دی گئی۔ بہر طور دشمن بہرام چو کو زیر نہ کر سکے۔ اور جب میر شمس الدین عراقی بت شکن کشمیر سے خپلو تشریف لائے تو راجہ بہرام چو نے استدعا کی وہ شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی بنا کردہ مسجد کی تعمیر کا کام تکمیل کو پہنچائیں۔ میر کے معتقد خاص ملا اسماعیل بھی موجود تھے۔ ملا اسماعیل نے کہا کہ چونکہ موسم سرما نزدیک ہے اور موسم بھی خراب رہتا ہے اس لئے تعمیر کا کام مشکل ہے میں آئندہ سال کشمیر سے واپسی پر کام شروع کروں گا۔ پھر ملا اسماعیل اگلے موسم گرما میں آئے اور مسجد کی تعمیر مکمل کی۔ انہوں نے اپنے اہل و عیال کے ساتھ باقی زندگی یہیں گزاری۔ مختصر یہ کہ اس مسجد کی بنیاد حضرت شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے رکھی اور میر شمس الدین عراقی بت شکن کے حکم سے ملا اسماعیل نے اس کی تعمیر کی۔ تعمیر کو عرصہ دراز گزرنے کے باعث یہ مسجد ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی۔ اور شاید اسی نتیجے میں علاقے کے لوگوں کی زمینوں اور اموال کا بہت نقصان ہوا۔ پھر ایک بزرگ بو محمد ابراہیم المعروف بواڈھو نے اہل محلہ کو مشورہ دیا کہ اگر وہ اس مسجد کی مرمت کریں تو ان کی پریشانیاں کم ہو جائیں گی۔ چنانچہ ھیپی اور غزبوچنگ کے اہل محلہ نے مسجد کی تعمیر نو کا کام شروع کیا جو اب تقریباً پایہ تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔

علاقے کے ایک شخص محمد حسین نے بتایا کہ جب سے مسجد کی مرمت کا کام شروع ہوا ہے زمینوں کو ندی نالوں سے پہنچنے والا نقصان بند ہو گیا ہے اور دونوں محلوں کے لوگ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ مسجد کی تعمیر نو شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور خانقاہ چقچن کی طرز پر کی گئی ہے اور اس سلسلے میں نوجوانوں نے انتھک محنت کی ہے۔ مسجد کی خاطر اب پہاڑ کے اوپر تک بجلی کی سپلائی بھی ہو چکی ہے اور مسجد تک پہنچنے کا راستہ بھی تعمیر کرنے کا ارادہ ہے۔



غلام حیدر صاحب فوٹو گرافر نوائے صوفیہ صوفی بزرگ بواعلی صاحب کے ساتھ

فقہی مسائل

آپ کے مسائل اور ان کا حل

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت ادارے کو موصول ہونے والے مفید سوالات کے جوابات شائع کئے جاتے ہیں۔ بعض سوال کنندگان کی طرف سے بالکل غیر مفید اور غیر ضروری سوالات ارسال کئے جاتے ہیں۔ ان غیر مفید اور غیر ضروری سوالوں کے جوابات ہم شائع نہیں کیا کرتے۔ اس پر وہ غالباً قدرے ناراض بھی ہوتے ہوں گے کہ ہمارے سوالات کے جوابات کیوں شائع نہیں ہوئے۔ لہذا پہلے کی طرح اب بھی یہ وضاحت ضروری سمجھی گئی کہ سائلین حضرات اسلامی معاشرے میں مفید اور ضروری سوالات ارسال کیا کریں۔ غیر ضروری اور غیر مفید سوالات کے جوابات اگر مناسب سمجھا تو سائل کے نام بذریعہ ڈاک ارسال کیا جائے گا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ سائل اپنے سوالات کے ساتھ جوابی لفافہ ارسال کرے۔

اس شمارے کے لئے جن سوالات کا انتخاب کیا گیا ہے ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوالات

سوال نمبر ۱۔ ہمارے ہاں بازار میں ڈبوں میں بند مچھلی کا گوشت دستیاب ہوتا ہے۔ کیا وہ ہم خرید کر کھا سکتے ہیں؟

سوال نمبر ۲۔ مغرب اور عشاء کے درمیان گھنٹوں اور منٹوں کے لحاظ سے کتنا وقفہ ہونا چاہیے؟

سائل غلام محمد صوفی نیا قشی انڈیا

سوال نمبر ۳۔ نکاح خوانی کے وقت ناکح اور منکوحہ کے ناموں کا تذکرہ ایجاب وقبول میں نہ کیا جائے تو کیا اس سے نکاح کا بطلان لازم آتا ہے؟

سوال نمبر ۴۔ کیا نکاح خوانی کے موقع پر منکوحہ کا ماہواری سے پاک حالت میں ہونا ضروری ہے؟

سوال نمبر ۵۔ سلسلہ ذھب کے مرشدان طریقت اور پیران طریقت کے اسمائے گرامی کا جب ترتیب وار کیا جائے تو اس کا اختتام کہاں کیا جائے؟

سوال نمبر ۶۔ کیا سورہ والضحیٰ اور سورہ الم نشرح کا بلا تفریق ایک ہی رکعت میں پڑھنا واجب ہے؟

سوال نمبر ۷۔ دعوات صوفیہ کی رو سے "لاینقطع الی یوم الدین" کا کیا مطلب ہے؟

سوال نمبر ۸۔ کیا مردے کو ایسا کفن پہنایا جا سکتا ہے جس پر آیت الکرسی اور چہاردہ معصومین علیہم السلام کے اسمائے گرامی مرقوم ہوں؟

سوال نمبر ۹۔ کیا تیمم والا امام وضو والے ماموم حضرات کی امامت کا اہل ہے؟

سوال نمبر ۱۰۔ اگر کسی انجمن کی طرف سے اپنے گاؤں میں مہر کی حد بندی کی گئی ہو اور اس مخصوص حد بندی سے تجاوز کرنے والوں پر جرمانہ عائد کیا جاتا ہو تو کیا ایسا اقدام درست ہے؟

سائل محمد شریف محلہ اورال کریس بلتستان

جوابات

جواب نمبر ۱۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

ڈبوں میں بند مچھلی کا گوشت خرید کر کھانے میں شرعاً کوئی اشکال نہیں ہے۔ کیونکہ مچھلی پکڑنے والے مچھلیوں کو زندہ پکڑ لیتے ہیں یا مچھلیاں پکڑنے والوں کی اپنی کارروائی کے نتیجے میں مچھلیاں ہاتھ آنے سے پہلے پانی ہی میں دم توڑ دیتی ہیں۔ دونوں

صورتوں میں مچھلی حلال ہے۔ اگر کوئی مچھلی خود بخود پانی میں مردہ پڑی ہوئی ہو اور پکڑنے والے شکاری کی کسی بھی کارروائی کا اس میں عمل دخل نہ ہو تو وہ حلال نہیں ہوگی۔

جواب نمبر ۲۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

گھنٹوں اور منٹوں کے لحاظ سے نماز کی اجتماعی ادائیگی کرنے والوں کے لئے مناسب ہے کہ وہ کم از کم مغرب اور عشاء کے درمیان سوا گھنٹے کا وقفہ رکھیں تاکہ یقینی طور پر شفق کا چھپ جانا متحقق ہو کیونکہ تاخیر سے کوئی خرابی لازم نہیں آتی اور تعجیل میں یوں خرابی لازم آسکتی ہے کہ اگر نماز گزار شرعاً وقت مشترک کی سہولت والا نہ ہو تو وہ عشا کا وقت داخل ہونے سے پہلے بھی نماز عشا پڑھے گا اور اس صورت میں نماز کی ادائیگی سے سبکدوش نہیں ہوگا۔ اگر وقت مشترک کی سہولت والا ہو تو سبکدوش ہو سکے گا۔ ہاں اگر بیا قشتی والوں کی کوئی خاص مجبوری ہو تو دونوں کے درمیان ایک گھنٹے کا وقفہ بھی درست ہوگا کیونکہ ایک گھنٹے کے وقفے میں بھی شفق کا غائب ہونا متحقق ہوتا ہے۔

امید ہے کہ غلام محمد صوفی صاحب اپنے سوالات کے جوابات سے مطمئن ہو جائیں گے۔

جواب نمبر ۳۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

صیغہ نکاح کے اجرا کے وقت اگر ناکح اور منکوحہ کے ناموں کا تذکرہ نہ کیا جائے تو اس سے ان کا نکاح باطل نہیں ہوگا کیونکہ نکاح خوانی کی مجلس میں پہلے سے تمام ضروری معاملات وغیرہ طے کئے جاتے ہیں۔ حاضرین مجلس کو دونوں کے ناموں کا بھی پتہ چل جاتا ہے۔ خاص کر گواہوں کو تو دونوں کے ناموں کا ضرور پتہ چل جاتا ہے۔ اکثر مقامات پر نکاح خوانی سے پہلے ہی منگنی کی خبر سے بات مشہور ہو جاتی ہے کہ فلاں اور فلانہ ازدواجی رشتے میں منسلک ہونے والے ہیں۔ تاہم آخر میں ایک بار ایجاب اور قبول کے دوران نکاح خوان دونوں کے ناموں کا بھی تذکرہ کرنا نہ بھولیں تو زیادہ بہتر ہے۔

جواب نمبر ۴۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

نکاح خوانی کے موقع پر منکوحہ کا ماہواری سے پاک ہونا شرعاً شرط نہیں ہے۔ طلاق کے لئے شرط ہے۔ لیکن نکاح خوان کو طلاق پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ لہذا صیغہ نکاح جاری کرنے کے موقع پر منکوحہ کو ماہواری کی حالت کا سامنا ہو تو کچھ فرق نہیں پڑے گا نکاح شرعاً صحیح ہوگا۔

جواب نمبر ۵۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

ترقی درجات اور فاتحہ خوانی کی غرض سے سلسلہ ذہب کے اصحاب کرامت بزرگان دین کے اسمائے گرامی کا ورد کیا جاتا ہے۔ اہل ریاضت کے لئے روحانی رہبری اور فیضیابی کے لئے بھی یہ ورد نہایت سودمند ثابت ہو سکتا ہے۔ اس موقع پر بغرض فاتحہ خوانی زندہ پیر کا نام لیا جاتا۔ سب سے آخری پیر مرحوم تک کے ناموں کا ورد کیا جاتا ہے۔

جواب نمبر ۶۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

شریعت محمدیہ کی رو سے نماز کی ایک رکعت میں ایک ہی سورت کا پڑھنا اولیٰ ہے اور سورہ والضحیٰ اور سورہ الم نشرح اس حکم سے مستثنیٰ ہیں یعنی ان دونوں سورتوں کو نماز کی ایک رکعت میں یکجا کر کے پڑھنا بھی اولیٰ ہے تاہم اگر الگ الگ پڑھی جائے یعنی نماز کی ایک رکعت میں سورہ والضحیٰ پڑھی جائے اور دوسری رکعت میں سورہ الم نشرح پڑھی جائے تو یہ بھی بالکل درست ہے اس سے نماز باطل نہیں ہوتی کیونکہ مبطلات نماز میں اس کا شمار نہیں کیا گیا ہے۔ یہی حکم بعینہ سورہ فیل اور سورہ قریش کا بھی ہے۔

جواب نمبر ۷۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

صلاحیت اہلیت اور معنوی کمالات کے مدنظر۔ "حبل اللہ المتین" کے حقیقی مصداق قرار پانے والے بزرگان دین کے روحانی سلسلے کا تا قیام قیامت متصلاً باقی رہنا مسلم ہے۔ "لا ینقطع الی یوم الدین" کا مطلب بھی مختصر یہی ہے۔

جواب نمبر ۸۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جی ہاں مردے کو ایسا کفن بھی پہنایا جا سکتا ہے۔ اس میں شرعاً کوئی اشکال نہیں۔

جواب نمبر ۹۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جی ہاں وہ امامت نماز کا اہل ضرور ہے تاہم یہ صورت باعث کراہت ہے۔

دنیائے تصوف کی خبریں

ایم۔رضاضیاء فاضل عربی۔ایم۔اے

کریس میں عظیم الشان جلسہ

۶ دسمبر ۱۹۹۸ کو فدائیان آل رسول صوفیہ نوربخشیہ کریس بلتستان پاکستان (رجسٹرڈ) کے زیر اہتمام چوتھا عظیم الشان تاریخی و روحانی اجتماع بسلسلہ یوم ولادت حضرت امام آخرالزمان محمد مہدی و غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نوراللہ مرقدہ ہوا۔ گونگما مسجد اوژداکریس میں ہونے والے اس جلسے میں بلتستان بھر کی پچاس تنظیموں نے شرکت کی اور محتاط اندازے کے مطابق تقریباً آٹھ ہزار کے لگ بھگ افراد جلسے میں شریک ہوئے۔ جلسے کی صدارت جناب سید نواز حسین یحیوی نے کی جبکہ مہمانان خصوصی مفتی اعظم بلتستان مولانا محمد عبداللہ اور قائد انقلاب تصوف حاجی فقیر محمد ابراہیم صاحب تھے۔ سٹیج سکریٹری شاعر تصوف احسان دانش تھے۔ محفل میلاد دو نشستوں میں منعقد ہوئی۔ تلاوت و نعت رسول کے بعد مولانا محمد علی عارف نے سپاس نامہ پیش کیا اور گونگما مسجد کے تنازعے میں تعاون کرنے والے تمام معاونین کو خراج تحسین پیش کیا۔ اخوند مہدی علی نے حقیقت تصوف پر اظہار خیال کیا۔ مولوی عبدالحمید نے شان اولیا بیان کی۔ مولوی غلام محمد تھلوی نے غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نوراللہ مرقدہ کی تصانیف کا ذکر کرتے ہوئے آپ کی تعلیمات کو صراط مستقیم قرار دیا۔ جناب سید صادق شاہ صاحب نے فضیلت ذکر پر روشنی ڈالی۔ مولانا اشتیاق احمد کوردی نے اولیا اللہ کے خوف و حزن سے بے نیاز ہونے کا ذکر کیا۔ عبدالخالق صدر انجمن صوفیہ نوربخشیہ متحدہ عرب امارات نے اللہ کے نور کو موضوع خطاب بنایا۔ مولوی محمد شفیع نے حق و باطل کے معرکے پر اظہار خیال کیا۔ دوسری نشست میں سید علی فور سے نے نوربخشی عقیدے میں بارہ ائمہ کے مقام پر روشنی ڈالی۔ روزی علی شیری نے غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نوراللہ مرقدہ کی شان میں منقبت پیش کی۔ سید حسن شاہ شگری نے ولی شمسی وولی قمری موضوع پر تقریر کی۔ سید محمد صاحب امام خانقاہ صوفیہ نوربخشیہ کھرکوہ نے سامعین کو اپنے خطاب سے محظوظ کیا۔ سید حسن شاہ سرمیکی نے اپنے تازہ اشعار کی داد پائی۔ اور احسان دانش نے اپنے مخصوص انداز میں کلام پیش کرکے محفل کی رونق دوبالا کی۔ علامہ علی محمد مفتی شگیر اور مولوی غلام رسول براہوی نے اپنے منفرد انداز میں سامعین سے خطاب کیا۔ مولانا محسن علی سرموی نے اپنے جذباتی خطاب میں واقعات کے چند نشیب و فراز کا ذکر کیا۔ علماء کرام اور شعراء کرام کی ایک کثیر تعداد وقت کی کمی کے باعث خطاب نہ کرسکی اور مہمان خصوصی کو اظہار خیال کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے مؤمن و فاسق کی پہچان کے حوالے سے دلنشین تقریر کی اور نماز ادا کرنے والوں کو مؤمن اور نماز کی ادائیگی سے روکنے والوں کو فاسق قرار دیا۔ خطبہ صدارت میں سید نواز حسین یحیوی نے سلسلہ نوربخشیہ میں شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کے موضوع پر اظہار خیال کیا۔

یوں یہ عظیم روحانی اجتماع سہ پہر کو درود و سلام کی گونج میں اختتام پذیر ہوا۔

سکریٹری نشرواشاعت
تنظیم فدائیان آل رسول
صوفیہ نوربخشیہ کریس بلتستان

جلسہ عید معراج النبیؐ

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن بلغار پونپوا کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان جلسہ بسلسلہ معراج النبیؐ، ۱۷ نومبر کو بروز منگل بمقام جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ پونپوا منعقد ہوا۔ جس میں درج ذیل علمائے کرام نے حاضرین کو اپنے بصیرت افروز ارشادات سے نوازا۔

جناب قاری محمد اسحاق، مولانا غلام محمد صاحب، محمد ابراہیم صاحب، مولانا نورانی صاحب، مولانا محسن علی سرموی صاحب، مولانا محمد ابراہیم فیضی صاحب، مفتی علی محمد ہادی صاحب، مہمان خصوصی سید نواز حسین صاحب اور صدر جلسہ سید محمد شاہ کھرکوی صاحب۔ جملہ علمائے کرام نے معراج النبیؐ اور اتحاد بین المسلمین کے موضوع پر روشنی ڈالی۔

جنرل سکریٹری
این وائی ایف بونپوا

مرضی گوند میں جشن مولود کعبہ و شاہ ہمدانؒ

گزشتہ دنوں نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن مرضی گوند کے زیر اہتمام ایک عظیم جلسہ منعقد ہوا جس کی صدارت فخر علماء الحاج سید علی شاہ صاحب میر واعظ بھروانے کی اور مہمانان خصوصی کے طور پر سید مختار صاحب اور سید محمد صاحب تشریف لائے۔ تلاوت کلام پاک کے بعد جناب مراد علی صاحب جوائنٹ سکریٹری این وائی ایف نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ اس موقع پر مقررین نے اتحاد عالم اسلام و رفع اختلاف بین المسلمین کے موضوع پر اظہار خیال کیا نیز مولائے متقیان حضرت علی علیہ السلام اور شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت پر روشنی ڈالی۔ نیز ایک قرارداد پیش کی گئی جس میں فقہ احوط کو سرکاری سطح پر رجسٹر کرا کر زکواۃ و عشر وغیرہ کی کٹوتی فقہ شریف کی روشنی میں کرانے، زکواۃ و عشر سے ہمارے دینی درسگاہوں کی امداد بحال کرنے اور سرکاری نصاب میں نوربخشی دینیات کو شامل کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

مراد علی
جوائنٹ سکریٹری

محفل عید بسلسلہ یوم ولادت امام حسینؑ

۳ شعبان المعظم کو سوموار کے دن مدرسہ مظہر الاسلام اسلامیہ یوچنگ میں ایک جلسہ بسلسلہ یوم ولادت حضرت امام حسین علیہ السلام منعقد ہوا جس کی صدارت علامہ محمد ابراہیم فیضی نے کی جبکہ اخوند عبدالحکیم صاحب مہمان خصوصی تھے۔

اس جلسے میں ثناء اللہ کی تلاوت اور محمد حسین خیالی کے ہدیہ نعت کے بعد اخوند عبدالصمد، عبداللہ بلبل، محمد ابراہیم، اخوند عبدالحکیم اور علامہ محمد ابراہیم فیضی نے تقاریر و مناقب میں عقیدت کے پھول نچھاور کئے۔

محمد بشیر آفتاب
مدرسہ شاہ ہمدان سکردو

این وائی ایف کے کارکن طالب علم کا نمایاں اعزاز

سکنہ چھوربٹ سے تعلق رکھنے والے طالب علم اور این وائی کے باصلاحیت کارکن سید بشیر حسین نے ۱۹۹۸ میں منعقد ہونے والے فیڈرل بورڈ کے میٹرک کے امتحان میں جنرل گروپ میں ۶۷۵ نمبر حاصل کر کے بورڈ سے گولڈ میڈل، نقد انعام اور اعلیٰ کارکردگی کا سرٹیفیکیٹ حاصل کیا ہے۔ فیڈرل بورڈ میں شمالی علاقے کے کسی طالبعلم کا یہ پہلا اعزاز ہے۔ تمام اہل صوفیہ نوربخشیہ اور ادارہ نوائے صوفیہ نے سید صاحب کو اس عظیم کامیابی پر مبارکباد پیش کی ہے۔

یوسف علی ریگیون
ماڈل ٹاؤن اسلام آباد



سید بشیر حسین سکساوی جنہوں نے فیڈرل بورڈ سے گولڈ میڈل حاصل کیا۔

شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن پاکستان کے انتخابات

شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن پاکستان سرمیک کے سالانہ انتخابات ۱۵ نومبر ۱۹۹۸ء کو ہوئے۔ منتخب عہدیداروں کے نام اور عہدے درج ذیل ہیں۔

غلام رسول ۔ نگران اعلیٰ

محمد باقر بدر ۔ صدر
احسان علی دانش ۔ نائب صدر
ڈاکٹر محمد علی ۔ جنرل سکریٹری
افتخار حسین ۔ ڈپٹی جنرل سکریٹری
محمد صادق ۔ جوائنٹ سکریٹری
عبدالرحمان ۔ پریس سکریٹری
خادم حسین ۔ ڈپٹی پریس سکریٹری
محمد الیاس حسرت ۔ خازن
محمد رضا ذیشان ۔ ڈپٹی فنانس سکریٹری
اعجاز حسین ۔ ڈپٹی جوائنٹ سکریٹری
محمد حسن جہانگیر ۔ چیف ایگزیکٹو
سید علی الموسوی ۔ رابطہ سکریٹری
اور سید علی خان ۔ اور سید محمد اشرف ۔ سعادت حسن ۔ محمد یوسف احسان دانش ۔ سید حسین شاہ اور غلام محمد ۔ ۔ ممبران کونسل آف گائیڈنس

منجانب صدر ایس ایس ایف

این وائی ایف گلاب پور شگر کے اغراض و مقاصد

۱۔ اہل صوفیہ نوربخشیہ کو منظم کرنا اور ان میں مکمل ہم آہنگی پیدا کرنا۔
۲۔ صوفیہ نوربخشیہ کے عقائد رسوم اور اقدار کا تحفظ اور فروغ۔
۳۔ خلاف شرع امور کے خلاف جہاد۔
۴۔ بزرگان سلف خصوصاً شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ اور غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نوراللہ مرقدہ کی تعلیمات کو اجاگر کرنا۔
۵۔ ائمہ کرام اور اولیائے عظام کے ایام ولادت و وفات پر محافل کا انعقاد۔
۶۔ امداد باہمی کے تحت خدمت خلق کا جذبہ پیدا کرنا۔
۸۔ دیگر اسلامی تنظیموں کے ساتھ اتحاد بین المسلمین کے جذبے کے تحت تعاون کرنا۔
۹۔ مرکز کے ساتھ رابطہ اور مدرسہ شاہ ہمدان کے ساتھ تعاون کرنا۔

صادق علی تمنا
جنرل سکریٹری

نوربخشی قلمکاروں سے اپیل

جملہ نوربخشی علماء اور دانشوروں سے اپیل ہے کہ مسلک نوربخشیہ کی عالمگیر تشہیر کے لئے دور جدید کی مؤثر ترین ایجاد انٹرنیٹ سے فائدہ اٹھائیں اور ویب سائٹ پر اپنے نگارشات منتقل کرانے کے لئے اپنی اولین فرصت میں رجوع کریں۔ اس مقصد کے لئے انگریزی زبان میں سلسلۃ الذھب اور صوفیہ نوربخشیہ کے بارے میں تحریر کئے جانے والے وہ تمام مضامین قابل قبول ہوں گے جو تاریخی اور تحقیقی اعتبار سے درست ہونے کے علاوہ جامع اور معلومات افزا ہوں۔ چنانچہ علمائے کرام اپنی نگارشات اولین فرصت میں درج ذیل پتے پر ارسال کریں۔

انٹرنیٹ پر نوائے صوفیہ، سلسلۃ الذہب اور مسلک نوربخشیہ کا ایڈریس درج ذیل ہے۔

NAWA-E-SUFIA'S INTERNET NO. IS:

http://www. Geocities. Com/Tokyo/Gulf/4954



محمد یعقوب براہوی گلبرگ لاہور



نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن خپلو کھانسر کے عہدیدار مطالعاتی دورے پر



انجمن صوفیہ نوربخشیہ تھسگام دراس کرگل کی لائبریری جہاں نوربخشی کتابیں مطالعے کے لئے موجود ہیں۔

قارئین نوائے صوفیہ کو عیدالفطر کی خوشیاں مبارک ہوں

قارئین کے خطوط

ہومیوڈاکٹر ایم۔اے شاہد

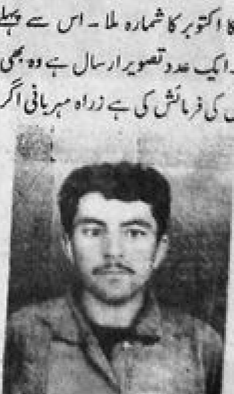
نوائے صوفیہ کا اکتوبر کا شمارہ موصول ہوا۔ ماشاء اللہ رسالہ ہر لحاظ سے قابل تعریف ہے۔ جناب علامہ بشیر صاحب کے مضمون "آپ کے مسائل اور ان کا حل" اور جناب شکور علی انور صاحب کے مضمون "صوفیہ نوربخشیہ" نے یہاں کے نوربخشی عوام میں ہلچل مچادی ہے۔ آج تک ہم احساس کمتری کا شکار تھے اور ارد گرد کے لوگ مذاق کیا کرتے تھے۔ مولانا انور کے مضمون نے ہماری اور ہمارے مخالفین کی آنکھیں کھول دی ہیں اور اس سے ہمیں بہت تقویت ملی ہے۔ محترم شکور علی انور صاحب کی ارسال کردہ کتابیں مل گئی ہیں جس کے لئے شکر گزار ہیں اور ان کی خدمت میں خلوص بھرا اسلام عقیدت پیش کرتے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ وہ علامہ صاحب کے ہمراہ یہاں کا دورہ کر لیتے۔

ماسٹر حشمت اللہ دراس انڈیا

ارسال کردہ کتابیں بذریعہ ماسٹر حشمت اللہ صاحب موصول ہوئیں۔ آپ لوگوں کا بہت شکریہ۔ ایک مضمون ارسال کیا تھا وہ واپس یہاں آگیا ہے۔ انشاء اللہ آئندہ تفصیل سے خط لکھوں گا۔

سید باقر ضلع کرگل

نوائے صوفیہ کا اکتوبر کا شمارہ ملا۔ اس سے پہلے چند شمارے نہیں مل سکے۔ ایک عدد تصویر ارسال ہے وہ بھی شائع نہیں ہوئی۔ چند کتابوں کی فرمائش کی ہے ازراہ مہربانی اگر ممکن ہے تو ارسال کریں۔



محمد علی ولد علی نوبراہ لداخ

میں علاقہ نوبراہ کا باشندہ ہوں۔ بد قسمتی سے یہاں صوفیہ نوربخشیہ سے متعلق کوئی کتاب دستیاب نہیں ہے۔ اب نوائے صوفیہ کی وساطت سے اپنے مسلک کے بارے میں جاننے لگے ہیں۔ مولانا شکور علی انور صاحب سے گزارش ہے کہ صوفیہ نوربخشیہ پر اپنا مضمون جاری رکھیں۔ مجھے بھی مستقل خریداروں میں شامل کریں۔

علی حسین
ڈسٹرکٹ نوبراہ

پچھلے دو ماہ سے رسالہ نہیں مل رہا ہے۔ میرا پتہ FPU کی بجائے غلط درج ہو رہا ہے اس کی تصحیح کریں۔

سپاہی جعفر خپلوی

معروفی صاحب کے دورہ بلتستان کے دوران ان سے ملاقات نہ ہو سکی۔ ماسٹر حشمت اللہ صاحب کے لئے چند کتابیں ارسال کی تھیں۔ وصولیابی کی اطلاع ملی ہو تو مجھے بھی مطلع کریں۔ رسالے کے لئے چندے کی رقم ارسال ہے ملنے کی اطلاع دیں۔

شکور علی انور گلگت

نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں۔ ماشاء اللہ نوائے صوفیہ دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ ملت نوربخشیہ کا یہ واحد علمی جریدہ ہے جس کی وساطت سے پاکستان سے ہزاروں میل دور بسنے والے صوفیہ کے پروانوں سے ملاقات کی سبیل نکلتی ہے۔ انڈیا کے نوربخشیوں کو سلام۔

انور علی براہوی خپلو

ایک عدد مضمون ارسال خدمت ہے۔ ضروری تصحیح کے بعد شائع فرمائیں۔

غلام مہدی کھرکوی کراچی

چند سال قبل تک نوربخشی دنیا میں نشرواشاعت کا فقدان دیکھ کر پریشان رہا کرتا تھا۔ اب علامہ صاحب کی کوششوں کی بدولت نوائے صوفیہ کی شکل میں اس مسئلے کا حل مل گیا ہے۔ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل میں حسنو صاحب کے مضامین لاجواب ہیں۔

نثار حسین خپلوی
مظفرآباد کشمیر

سائل نوائے صوفیہ کا مستقل خریدار ہوں پتہ تبدیل ہوا ہے۔ مہربانی میرا پتہ درست کریں۔

غلام محمد زاہد چھوربٹی
سکردو

نوائے صوفیہ مسلسل مل رہا ہے میں سیالکوٹ سے تبدیل ہو کر کشمیر میں آگیا ہوں نیا پتہ نوٹ کرلیں۔

صوبیدار غلام رسول
AK 36

نوائے صوفیہ کو پہلی بار خط لکھ رہا ہوں اور ایک گزارش بھی کر رہا ہوں کہ اس نایاب رسالے کو ماہنامہ کی بجائے ہفت روزہ کرلیں تو اچھا رہے گا۔ پچھلے شمارے میں پروفیسر جمال الیاس کا انٹرویو بہت شاندار تھا۔ مذہب حقہ کا تعارف پوری دنیا میں پھیل رہا ہے۔

سال بھر سے رسالہ بونجی کی لائبریری سے لے کر پڑھتا ہوں اس بار رسالہ تاخیر سے ملا۔ خوش قسمتی سے رسالے کی وساطت سے ہمیں انڈیا کے نوربخشیوں کے حالات جاننے کا موقع ملتا ہے۔

محمد خان نائب صوبیدار
چھوربٹ کواس

نوائے صوفیہ روزبروز ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ خصوصاً ڈاکٹر غازی صاحب اور علامہ بشیر صاحب کے مضامین قابل قدر ہیں ایک نظم ارسال ہے شائع کریں۔

محمد حسین بلغار
محمد اقبال کھرکو

اگست کے شمارے میں خط شائع کرنے کا شکریہ۔ ہر مہینے رسالے کا بے چینی سے انتظار رہتا ہے۔ این وائی ایف کراچی تمام قارئین کو مستعدی سے رسالہ پہنچا رہا ہے۔ کرگل اور لداخ کے نوربخشیوں کی خبریں پڑھ کر بہت خوشی حاصل ہوتی ہے۔

غلام مہدی سکساوی
منظور کالونی کراچی

رسالے کا مستقل خریدار ہوں۔ مجھے اگست کے بعد رسالہ ملنا بند ہوا ہے جبکہ چندہ بھی ارسال کردیا تھا۔ اگر رسالے کی ترسیل منقطع رہی تو دیوانگی کی سرحدوں تک پہنچ جاؤں گا۔ لداخی بھائیوں کو سلام۔

فدا حسین ارمان
خپلو ہپی

احیائے تصوف اور اتحاد بین المسلمین کے علمبردار ماہنامہ نوائے صوفیہ کا مستقل خریدار بننا چاہتا ہوں آئندہ مجھے رسالہ ارسال کریں۔

محمد ایوب ترابی
مڈل سکول خپلو بالا

نوائے صوفیہ وہ واحد رسالہ ہے جس سے کسی کی دل آزاری نہیں ہوتی اور یہ تعصب و تنگ نظری سے بالکل پاک ہے ورنہ آج کل کے مذہبی رسائل مسلمانوں کے درمیان نفرت و انتشار پھیلانے کا باعث بن رہے ہیں۔

اعجاز حیدر عاجز کھلو

رسالے کا پرانا قاری ہوں رسالے کو انٹرنیشنل سطح پر لانے میں اراکین نوائے صوفیہ قابل صد تحسین ہیں خصوصاً علامہ محمد بشیر صاحب، ڈاکٹر غازی صاحب اور جی ایچ معروفی صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں۔

غلام عباس حقانی
منظور کالونی کراچی

کرو نہ غم جو ضرورت پڑی تو ہم دیں گے
لہو کا تیل چراغوں میں ڈالنے کے لئے

[illegible] حسین سرسیکی ملیر سٹی کراچی

ہم افواج پاکستان کے سپاہی دور دراز محاذوں پر رسالے کی مدد سے اپنے مسائل سے باخبر رہتے ہیں۔۔ آئندہ سے میں بھی مستقل خریدار بننا چاہتا ہوں۔

سپاہی غلام محمد
کندوس ہلچت

(جواب۔ محترم سپاہی غلام محمد صاحب
نوربخشیہ کے بارے کسی شاعر کا فرمان ہے۔

راہ نوربخشی ز راہ اعتدال
دور از افراط و تفریط جہال

طرح طرح کی افواہوں پر کان دھرنے کی بجائے اعتدال اور میانہ روی کا راستہ اپنائے رکھئے۔ ہمارا جملہ اہل نوربخشیہ اور جملہ اہل اسلام کے لئے یہی پیغام ہے۔ ہم کسی انتہاپسند کے حامی نہیں بلکہ افراط وتفریط سے پاک رہ کر شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ اور غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نور اللہ مرقدہ کی روشن تعلیمات کی خالص ترویج کے لئے مصروف کار ہیں۔ خدا ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔)

شمارہ ٣٣ کے سرورق پر شائع ہونے والی تصویر میں آپ نے قلم زنی کرتے ہوئے اپنی طرف سے جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ کا نام درج کیا۔ آپ کے رسالے میں کئی غیر ضروری باتیں اور تصاویر شامل ہوتی ہیں۔ مثلاً AKRSP کی زرعی نمائش کی تصویر۔ آپ لوگوں کو چاہیے کہ علامہ محمد بشیر کے علاوہ نئے مضمون نگاروں کو بھی جگہ دیں۔ آپ نے میرے مضمون "پاکستان کی پچاسویں سالگرہ" کو جگہ نہیں دی۔ مضمون ناقابل اشاعت ہو تو اسے واپس بھیج دینا چاہیے۔ آپ کا نظریہ انتہاپسندی کی طرف مائل ہے اس لئے آپ کا رسالہ اور اس کے معاصر رسائل کو فوراً بند کیا جانا چاہیے۔

ذاکر حسین
کرابنگ ٹھلو پائین

(جواب۔ محترم ذاکر حسین صاحب۔
نوائے صوفیہ کی خریداری ایک رضاکارانہ عمل ہے جس کے لئے کسی کو بھی مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ شمارہ ٣٣ کے سرورق کے حوالے سے آپ کا الزام بے جا ہے۔ فلم ڈویلپنگ کی تکنیکی مجبوری کی بنا پر تصویر پر موجود تحریر کو بعض دفعہ گہرا کرنا پڑتا ہے لیکن مسجد کا نام اپنی طرف سے متعین کرنے کی ہمیں بھلا کیا ضرورت ہے؟ اگر ہم نے کوئی ایسا عمل کیا ہے جو دیانتداری کے تقاضوں کے منافی ہے تو صدائے احتجاج بلند کرنے کے اصل حق دار اہل دراس لداخ ہیں جنہوں نے اپنی جامع مسجد کی تصویر ارسال کی ہے۔ آپ کا ارسال کردہ مضمون ناقابل اشاعت ہے اور زرعی نمائش کی طرح غیر متعلقہ بھی ہے۔ اس کو واپس بھیجنے سے ہم قاصر ہیں کیونکہ نوائے صوفیہ ناقابل اشاعت مضامین کو واپس بھیجنے کا پابند نہیں ہے۔ رسالے کی اشاعت فی الفور بند کرنے کا آپ کا مطالبہ فی الحال پورا نہیں ہو سکتا کیونکہ اہل نوربخشیہ کی اکثریت اس کی اشاعت جاری رکھنے کے حق میں ہے۔ یاد رکھئے نوائے صوفیہ کسی انتہاپسند گروہ کا رسالہ نہیں ہے۔ ہمارا مشن احیائے تصوف اور اتحاد بین المسلمین ہے اور نوائے صوفیہ میں شائع ہونے والا کوئی مضمون ایسا نہیں ہے جسے فرقہ واریت یا انتہاپسندی کا آئینہ دار کہا جاسکے۔

بقیہ: دنیائے تصوف کی خبریں

شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن مظفر آباد کا قیام

مظفر آباد آزاد کشمیر میں نوربخشی طلباء نے ٢٥ دسمبر ١٩٩٨ کو شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن کا قیام عمل میں لایا۔ اس تقریب میں فوجی جوانوں نے بھی شرکت کی۔ منتخب اراکین کے نام درج ذیل ہیں۔

اشرف حسین غریس۔ چیف آرگنائزر
غلام عباس۔ صدر
عبدالحمید۔ نائب صدر
ریاض حسین۔ جنرل سکریٹری
نثار حسین۔ ڈپٹی جنرل سکریٹری
خادم حسین۔ سینئر نائب صدر
عرفان علی۔ فنانس سکریٹری
محمد اقبال۔ سکریٹری نشرواشاعت

دیگر ممبران کے نام منظور حسین، عادل، سجاد علی، محسن علی اور مستاجر علی وغیرہ ہیں۔

محمد اقبال، عاصی

مدرسہ شاہ ہمدان سکردو کے ساتھ تعاون کی اپیل

بحمد للہ مدرسہ شاہ ہمدان سکردو کو مختصر مدت میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، مخلص کارکنوں کی سعی مسلسل اور جذبہ ایمانی سے سرشار اہل صوفیہ نور بخشیہ کے مالی اور جانی تعاون کی بدولت زبردست کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ آج یہ عظیم الشان دینی درسگاہ سیکڑوں نور بخشی طلباء و طالبات کو قرآن و حدیث، تفسیر و فقہ فلسفہ و منطق صرف و نحو اور تصوف و عرفان کی اعلیٰ تعلیم اور تربیت دینے میں مصروف ہے۔ مدرسہ تمام اقامتی طلباء کی خوراک، پوشاک، رہائش اور علاج معالجہ کا مفت بندوبست کرتا ہے۔ مدرسے کا نصاب تعلیم فی الحال پانچ سالہ کورس پر محیط ہے۔ پانچ سال کی تکمیل اور داخلی امتحان میں کامیابی پر طالب علم کو فاضل عربی کے امتحان میں شامل کیا جاتا ہے۔ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ بی۔ اے کی سطح تک مروجہ تعلیم دلوانے اور یونیورسٹی کے امتحان میں شمولیت کا بندوبست بھی ہے۔ انجمن فلاح و بہبود صوفیہ نور بخشیہ سکردو کے اراکین کی پرخلوص جدوجہد کے نتیجے میں مدرسے کے لئے جدید دو منزلہ عمارت تعمیر ہو چکی ہے جہاں طلباء کے لئے ہوسٹل اور کلاس روم دونوں موجود ہیں۔ اس مدرسہ کی کامیابی اور استحکام میں بلتستان کے نور بخشی ملازمین اور کاروباری حضرات کا بھی بڑا حصہ ہے۔ امید ہے کہ یہ درسگاہ مستقبل قریب میں مسلک پاک صوفیہ نور بخشیہ اور دین اسلام کا مضبوط نظریاتی قلعہ ثابت ہوگا۔ ہم پاکستان کے دیگر شہروں اور بیرونی ملکوں میں مقیم اہل نور بخشیہ سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے فطرہ، زکواۃ اور صدقات سے اس دینی ادارے کے ساتھ تعاون کر کے حمیت دینی کا ثبوت دیں۔

تعاون کی طالب

انجمن فلاح و بہبود صوفیہ نور بخشیہ (رجسٹرڈ) سکردو

اکاؤنٹ نمبر: BDA-023 زرعی ترقیاتی بینک سکردو